قصہ

گل وصنوبر منظوم

الموسوم بہ

مثنوی گل وصنوبر

مصنفہ

ناظم عدیم المثال شاعر شیرین مقال جناب مرزا خداداد بیگ صاحب

مددگار عدالت ضلع کریم نگر

باہتمام سید محمد [illegible]
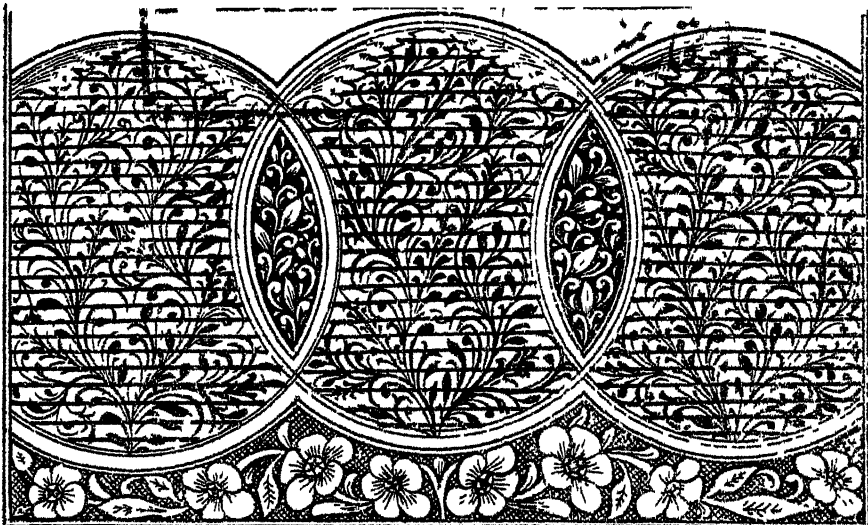
مطبع انوار الا[illegible]

مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدائی معبود و نعت احمد محمود

دل مائل حمد ربنا ہے
کعبہ قبلہ نما بنا ہے

پانچ انگلیون مین قلم جو خم ہے
یہہ عقد انامل قلم ہے

باغ وحدت کا کلک گلچین
یون لکھتا ہی حمد کے مضامین

اللہ کا نام اسم اعظم
عنوان صحیفۂ دو عالم

کونین کا یہہ طلسم نادر
سبحانک خالق النوادر

اللہ اللہ بحمد سبحان
ہر ذرۂ ریگ سبحہ گردان

نوک ہر خار حمد خوان ہے
ہر برگ گیاہ تر زبان ہے

بستان جہان کا پتا پتا
ہے کاشف رمز لا و الا

کس جوش و خروش سے ہے جاری | بلبل کی زبان پہ حمد باری
غنچہ کی برائے حق ستائی | کرتی ہے صبا دہن کشائی
سوسن کی زبان ہے صرف توحید | نرگس ہوئی محو حیرت دید
شاداب و شگفتہ ہر گل تر | ہے بادۂ معرفت کا ساغر
سجدے میں جھکی ہوئی ہے ہر شاخ | حمد باری سے شاخ در شاخ
پھل نخل کا صورت ثمر ہے | توحید خدا کا یہ ثمر ہے
ہے پنجۂ مریم یگانہ | مصروف نماز پنجگانہ
تحریر ہے بعد حمد بے حد | اوراق چمن پہ نعت احمد
جب نام نبی زبان پر آیا | خامہ نے ادب سے سر جھکایا
تھی شانہ پہ خاتم نبوت | تھے یعنے کہ خاتم نبوت
دل شاغل نعت سروری ہے | یا شیشے میں بولتی پری ہے
یاد کاکل میں سنبل تر | و اللیل کو کر رہا ہے ازبر
شب بو محو بیاض گردن | و الفجر کی جپ رہی ہے سمرن
بلبل ہوا ہے یاد رخسار | و الشمس کی کر رہا ہے تکرار
ہر برگ درود پڑھ رہا ہے | جو نخل ہے وجد میں کھڑا ہے
پیدا یہ ہوا اس سے سخن ہے | انسان مطیع پنجتن ہے
چاروں عنصر سے جملہ انسان | چاروں یاروں کے ہیں ثناخوان
اللہ نے ظرف کے فراغور | ہر شئے کو دیا ہے ایک جوہر
پتھر کو شرر گلو کو آہنگ | بلبل کو ترانہ لعل کو رنگ

غنچہ کو دہن تو پھول کو خند
سوسن کو زبان تو سرو کو قد

آنکھین نرگس کو شمس کو نور
دنیا کو صنم بہشت کو حور

شبنم کو ملی سرشک باری
عاشق کو ملی جگر فگاری

پائی ہے گلون نے رنگ بیزی
خامہ کو ملی شگوفہ ریزی

گنجینۂ غم کیا دل زار
انسان کا کیا بتون کو دلدار

ان ماہ رخون کو وہ دیا نور
سب رشک پری ہین غیرت حور

کیونکر نہ ہون محو خود پرستی
پائی ہے جہان پہ چیرہ دستی

اللہ نہ ان کے پالے ڈالے
کعبہ سے یہہ جب گئے نکالے

شبخون سے لیا دل بشر کو
خالی نہ کیا خدا کے گھر کو

غزل

حمد حق مین ترانہ زن ہے
اعجاز بیان مرا دہن ہے

جبریل امین کا ہم سخن ہے
خامہ مرا سرِ ذو المنن ہے

اللہ ری قلم کی ارجمندی
مداح خدا و پنجتن ہے

خامہ جو دکھا رہا ہے شوخی
یہہ طبع کا اپنی بانکپن ہے

دل عشق رسول کا ہے کشتہ
زیبا اسے نور کا کفن ہے

کس سے کرون داغ دل مقابل
مجنون ہی رہا نہ کوہ کن ہے

دامن ہو گل مراد سے پر
امید طفیل پنجتن ہے

ہے دیر و حرم مین ایک جلوہ
مرزا نہین شیخ برہمن ہے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب قلم ہری ہو — پھولے پھلے اور ہری بھری ہو
پھوٹے نہ خزان دوچار ہوجائے — یہ شاخ سدا بہار ہو جائے
پانچ انگلیان سب چراغ ہو جائین — یا گوہر شب چراغ ہو جائین
تالو مین زبان ہو شمع فانوس — ہو جنبش خامہ رقص طاؤس
ابر رحمت سے دھو آئی — منہ سے خامہ کے روسیاہی
جائے نہ یہ طرز بیوفائی — آنکھون سے قلم کی روشنائی
شق ہو مثل قمر نہ سینہ — یہ گنج سخن نہ ہو دفینہ
ضایع نہ ہو فکر کی رسائی — حاتم کی بنے سخن کمائی
قط زن پہ نہ ہو یہ ریزہ ریزہ — بڑھ بڑھ کے مرا قلم ہو نیزہ
ہان رایت خامہ اب علم ہو — سیف دو زبان مرا قلم ہو
بحر اعظم کی ہو روانی — شاخ گل کی ہو گلفشانی
رونق ہو خدا مرے سخن کی — خامہ کی روش روش چمن کی
کلک دو زبان جو تر زبان ہو — خاموش ہزار داستان ہو
اظہار قلم کا معجزا ہو — صفحو نپہ چمن کھلا ہوا ہو
تقریر مین سحر جلوہ گر ہو — تحریر مین سامری اثر ہو
ہر حرف کمند گیسوی یار — ہر دایرہ ہو بتون کی زنار
ہر لفظ گل دہان خوبان — معنی لطیف جان خوبان
ہر سطر ہو غیرت صنوبر — ہم شکل قد حسین دلبر
ہر صفحہ بیاض گردن یار — ہر مد مد ابروان خمدار

تشدید ہو پیشِ طاقِ ابرو ہون زیر و زبر حسد سے گلرو

ہر نقطہ مین جلوۂ پری ہو مرکز مین طریق رہبری ہو

ہر ایک کشش کشش ہو دل کی ہر شان ہو شانِ دلبری سی

ہر صفحہ ہو آسمانِ ہفتم نقطون کے بکھر رہے ہون انجم

ہر لفظ ہو آفتابِ روشن حُسنِ جدول ہو پرتو افگن

ہر حرف ہو ماہتابِ تابان ہر دایرہ ہالۂ زر افشان

مسطر مرا نقشۂ جنان ہو جو سطر ہو سطرِ کہکشان ہو

پارینہ فسانۂ صنوبر تازہ کنِ جان ہو روح پرور

شیرین تکرارِ داستان ہو یہہ قند مکرر ارمغان ہو

ہر چند ہے کہہ گیا سخنور اِس قند کو مین کرون مکرر

اس سخت کمان کو خم کرون مین اس تیغ کو آب دو دم کرون مین

اس پھول کا عطر کھینچ ڈالون اس عطر کی روح مین نکالون

کھینچون اُتری ہوی کمان کو دون زورِ قلم دکھا جہان کو

گو بحرِ سخن سدا ہے باقی دریا نہین کار بند ساقی

یہہ شرط ہے ایسا اک بلا نوش پی جائے جو صاف دُرد و سرجوش

یہہ ظرف نہین ہر اک بشر کا جس کو نہ ہو خوف ماکدر کا

کوئی نہ حریف اس کا آیا پایا نہین یہہ ہر اک نے پایا

ہر مرد نہین ہوا تہمتن ہر فرد نہین ہوا صف افگن

ذرہ نہ ہوا آفتابِ تابان ممکن نہین مور ہو سلیمان

ہر پر نہ کبھی پر ہما ہو — ہر جام کہاں جہاں نما ہو
ہر قطرہ نہ ہو یہاں شناور — پانچ انگلیاں کب ہوئین برابر
درکار ہے اسکو ظرفِ عالی — اک دم مین کرے جو بحر خالی
دریا بھی چڑھا کے ہو نہ سیراب — تشنہ جگری سے دل ہو سیماب
ساقی ساقی کہے وہ بیتاب — ایسا ہی اک اور جرعۂ آب
دم شعلہ در و شرر فشان ہو — مہتاب نظر ہو جان کتان ہو
وہ مین ہون یگانۂ زمانہ — لکھتا ہون یہہ پُر فسون فسانہ
باندھی ہے عجب ہوائی مضمون — شوخی ہے نزاکتون پہ مفتون
طُرفہ ہے کنایہ و اشارہ — ہے دامنِ باغبان نظارہ
انداز نیا روش جُدا ہے — ہر لفظ مین شعر کا مزا ہے
یہہ تیزیان کیون کمیتِ خامہ — پہنا کیا برق کا ہے جامہ
دیکھین اندازِ خوش خرامی — آئین فردوسی و نظامی
انسان کی سرشت ہے خطا کی — بے عیب ہے ذات اک خدا کی
اُمّید ہے نکتہ پرورون سے — باریک نظر سخنورون سے
ہر نقص کی ہو نہ موشگافی — ہر عیب ہو درخورِ معافی
ہو مُہر سکوت لب خموشی — آنکھون سے کرین وہ چشم پوشی

ستایش بادشاہِ فلک آستان اعلحضرت قدر قدرت ظلِ سبحانی میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ

نظام الملک آصفجاہ جی۔سی۔ ایس۔ آئی۔ فرمان فرمای حیدرآباد و وصفِ بلدۂ محبوب البلاد فرخندہ بنیاد حیدر آباد و تعریف خصوصیات شہری و توصیف عماید و ارکان ریاست ابد مدّت

ہان ای مرے جان نثار خامہ — کیون پہنا ہے آج ادب کا جامہ
درباریون کی بنی ہے صورت — دربیش کہو ہے کیا ضرورت
زرین زیبِ کمر ہے کیون ڈاب — منظورِ نظر ہے کیا آداب
کیون سر پہ سجی ہوئی ہے دستار — لب پر ہے مہذّبانہ گفتار
وضعِ دستار منصبی ہے — کیا آپ کو کار منصبی ہے
جامہ کی چُنی جو آستین ہے — خجلت دہِ چینِ مہ جبین ہے
ٹپکے کے وہ پیچ ہین لگائے — سنبل نے ہزار پیچ کھائے
کیون تہہ کیا ہاتھہ مین ہے رومال — کیا آگیا ہاتھہ کچھہ زر و مال
پوشاک پہ کیون نظر ہے ہر بار — کیون ہے یہہ مؤدبانہ رفتار
دربیش ہین کیا نئے مضامین — ملحوظ ہین کیون امورِ تزئین
کس فکر بلند کا اثر ہے — کیون آج دماغ عرش پر ہے
کیا طرز ہے کیا ہے یہہ سرِ شتہ — تہذیب سے کیون بنے فرشتہ
پیشانی سے ہی ظہور اقبال — کیا پایا کہین سے منصب و مال
کس چیز سے پُر ہین دامن و جیب — ہاتھہ آگیا دستِ غیب از غیب

پاسخ دیا کلک دو زبان نے — ہمراز شفیق مہربان نے
وہ پیش نظر ہے آج دربار — بزم گہر فشان و دُر بار
جو بزم ہے رشک بزم جمشید — دنیا مین امیدگاہِ امید
جس بزم شہی کا یہ نشان ہی — پارس ہے جو سنگ آستان ہی
اکسیر ہے بارگاہ کی خاک — چھو جائے بشر ہو خاک سی پاک
حاصل ہو خوشی اگر ہو غم مین — محتاج غنی ہو ایک دم مین
بے زر ہو اگر ہو پل مین زردار — بیکار ہو دم مین ہو سرکار
مفلس ہو تو دم مین ہو تونگر — آنکھین ہون تو دیکھ لے تو جا کر
اُس بزم شہی کا شاہِ والا — مُنہ مانگی مراد دینے والا
محبوب خدا نبیؐ کا محبوب — محبوب علیؑ ولی کا محبوب
نام اُسکا ہے جو ادب سے لیتا — مُنہ بھرتے ہین موتیون سی اُسکا
خالق نے یہہ مرتبہ دیا ہے — مخلوق پہ سایۂ خدا ہے
ہے طاعتِ شہ اطاعتِ حق — امر اولوا الامر آیتِ حق
اقبالِ جبین شہر یاری — پردے مین بشر کے شان باری
خلقت مین بشر مگر یگانا — ہشیار ذکی فہیم دانا
ذی روح جہان جہان ہین — زیر قدمِ شہ جہان ہین
بندون پہ رحیم عدل گستر — ہے بندہ نواز و بندہ پرور
آفاق مین بے مثال و ثانی — اعجاز خدا کی اک نشانی
ابرِ کرم و یمِ عطایا — ممدوحِ رعایا و برایا

سفقۂ جہان ہوئی گدائی
اوس کے سایہ مین ہے ہمائی

یہہ کہہ کے قلم نے کی یہ تقریر
کر اوسپہ عمل کرون جو تحریر

کر ترک سکونتِ وطن کو
عاقل ہے تو عازم دکن ہو

اقبال کی ہوگی ارجمندی
حاصل تجھے ہوگی سربلندی

دربار مین باریاب ہوجا
ذرّہ سے تو آفتاب ہوجا

اوس شاہِ سخی کی اک نظر مین
ممتاز بنے گا بحر و بر مین

گمنام ہے نام ہوگا مشہور
ہونگی تری جملہ کلفتین دور

منظوم یہہ نظم کے لآلی
لیجا بہرِ نظامِ عالی

یہہ گوہرِ شاہوارِ مضمون
ہان ہین پئے نذرِ شاہ موزون

اس نظم کا ہر ورق ہے بالکل
گویا ورقِ زبانِ بلبل

کر مثنوی پیشکش بآداب
نظمِ نادر نفیس نایاب

گلدستۂ گلشنِ مضامین
محسودِ نگارخانۂ چین

مفتاحِ خزینۂ معانی
مرغوبِ اعالی و ادانی

شایستہ رقم ہو مدحتِ شاہ
حاصل ہو صلہ مین منصب و جاہ

جب ختم ہوئی قلم کی تقریر
درپیش ہوئی سفر کی تدبیر

عامل ہو نصیحتِ قلم پر
آیا ہون یہان بحالِ مضطر

تکلیف مین گو سفر سقر ہے
کہتے ہین وسیلۂ ظفر ہے

لائی ہے امید منزلون سے
چھوٹے ہین عزیز مشکلون سے

فرقت احباب و اقربا کی
ہے داغ جگر قسم جدا کی

ہر شفیق و دوست کی جدائی — ہے گوشت سے پوست کی جدائی

ہمدم یار و رفیق و غمخوار — مونس و شفیق محب وفادار

ہر وقت کی صحبت و محبت — غمخواری و الفت و نصیحت

ہمدردی و شرکتِ مصیبت — تکلیف بھی جس سے عین راحت

آرام ہے وہ غم و محن بھی — ہے عیش مصیبتِ وطن بھی

بیکار ہیں یہہ خیالِ باطل — کیا رنجشِ ما مضٰے سے حاصل

ماضی کے خیال سے گزر کر — مستقبل و حال پر نظر کر

ہے فیضِ شہی کا جو سہارا — یہہ نیش ہے نوش سا گوارا

شاہِ مسکین نواز راحم — مصباحِ مکارم و مراحم

شاہِ ہر دل عزیز عادل — عاقل نکتہ نواز باذل

سلطانِ فلک سریر و پایا — نیکو شیم و حسن سجایا

دارا دربانِ فلک جنابا — کیوان ایوان کرم سجایا

مسجودِ خلایق آستان ہی — خامہ مرا سر کے بل رواں ہی

سر میں ہے خیالِ آستان بوس — رفتار ملی قلم کو معکوس

زیبا ہے کہ ہو باحترامی — زیبِ سرنامہ نامِ نامی

فرخ ہے یہہ عہدِ معدلت عہد — یارب رہے تا بہ حشر یہ عہد

نوخاستہ نونہالِ شاہی — سرسبز ہو بار ور الٰہی

تا ختمِ جہان ہو سایہ گستر — مخلوقِ خدا اسے دو جہان پر

گردون شوکت وزیرِ اعظم — اندازۂ فکر سے معظم

نوباوۂ گلشن امارت — رونق دہ مسند وزارت
روشن رای و عقیل و دانا — فرزانۂ بے بدل یگانہ
جسم رتبہ مین سلطنت شاد — تاج الامرا کرشن پرشاد
لایق فایق مصاحب شاہ — دانشمند و دقایق آگاہ
عالم شاعر رئیس سردار — زیبایش بارگاہ و دربار
خوشخو خوش خلق خوش طبیعت — خوشرو خوش وضع خوش لیاقت
ہشیار حسین سنی بہادر — بحر عظمت کا بی بہا دُر
اہل دربار جملہ چیدہ — طباع و لئیق و برگزیدہ
ارباب کمال اہل بینش — سب لب لباب آفرینش
جس شہر کا شہریار ہے وہ — نادیدہ خزان بہار ہے وہ
بالائے فلک اگر جنان ہے — یہہ باغ زمین پہ بے خزان ہے
وسعت مین ہے شہر ناف ہستی — ہے مرکز دین حق پرستی
ہے ہند مین تخت گاہ اسلام — بیشک پشت و پناہ اسلام
آراستہ نوعروس زیبا — معشوقۂ دلنواز رعنا
سڑکین شفاف راستے صاف — پاکیزگی کے جمیع اوصاف
آراستہ سربسر دکانین — ہر قسم کی جنس کی ہین کانین
ہر کوچہ شہر دلربا ہے — دلچسپ و وسیع و پر فضا ہے
ہے راہ مین نام گرد کا گرد — کوچہ برزن طریق مین فرد
ہر راستہ راستی کی صورت — ہر کوچہ ہے صاف بیکدورت

ہوتا ہے ہر اک سڑک پہ چھڑکاؤ — ایسا ہے بہشتیوں کا یان آؤ
نل پانی کے جا بجا سراسر — آبِ نوشین قدم قدم پر
خوش ذائقہ خوشگوار ہلکا — شیرین ہاضم خنک مصفا
لبریز ہر ایک حوض و تالاب — چشمِ عاشق کی شکل پُر آب
نہرون کی لکھون جو کچھہ روانی — دریا دریا ہو پانی پانی
بے حجت و بے نزاع و تکرار — ہے خلد کا حوض حوضِ گلزار
حوضِ کوثر کو شُستشو کا — سرمایہ ہے حوض چارسو کا
ہے مسجدِ مکّہ مکّہ مسجد — ہوتے ہین جہان ملک بھی ساجد
ہے چار منارہ فلک سا — چارون سمتِ جہان مین یکتا
کہتے ہین نشیمنِ ہُما ہے — بر روئے زمین فلک نُما ہے
صنّاع کی دیدنی ہے صنعت — معمار کی دیکھنا لیاقت
مہتاب محل کی آفتابی — رفعت مین ہے عرش سے ملادی
دنیا مین ہے باغِ عام یکتا — رضوان رہ جائے جسکو تکتا
دنیا مین ہین جس قدر سمندر — سب سے ملکے بنا حسین ساگر
عشاقِ جہان نے جمع ہوکر — اشکون سے بھرا حسین ساگر
لبریز ہے یہہ حسین ساگر — عاشق کا ہے یا کہ دیدۂ تر
کٹّے کی ہے شام روح پرور — دنیا مین ہے بے نظیر منظر
ہے شامِ اودھ کی رحمتِ جان — ہے صبح بنارس اُس پہ قربان
کثرت سے رئیس اور عمائد — تشبیہ و وہم سے بھی زائد

قوت دہ بازوے ریاست / رکن الملک و عمادِ دولت

زیبِ ہستی نمایشِ دہر / آرایشِ ملک رونقِ شہر

باشندے حسین شریف طرار / خوش وضع شگفتہ و طرحدار

زندہ دل و یار باش شاطر / یارِ شاطر نہ بارِ خاطر

ہر جا پہ بتانِ شہرہ آفاق / ناز و انداز و عشوہ مین طاق

خلعت دہِ رنگِ زعفرانی / غارت گرِ دولتِ جوانی

جادو نگہان بتانِ طناز / سرمایۂ عشقِ فتنہ پرداز

آرام دل و نظارہ رحمت / ہے حسنِ صبیح و پُر ملاحت

ہر ایک ادا قیامت آفت / قدمون سے لگی ہوئی قیامت

فتنون کو اُٹھانے والی رفتار / مُردون کو جلانے والی گفتار

ہر فرد ہے ذی وقار و ذی جاہ / مشہور گدا یہان کے ہین شاہ

محتاج نہین مرے بیان کے / رشکِ شرفا رذیل یان کے

سنجیدگی سے ہر اک دُکاندار / کھولے ہوئے راستی کا بازار

ہر میوہ فروش مایۂ ناز / خوش لہجہ و خوبرو خوش آواز

آواز پہ اپنی کر کے شیدا / دل لیتا ہے مول دیکے سودا

ہر روز ہے دن کو ہر جگہ عید / ہر شب ہے شبِ برات کی دید

فارغ غمِ روزگار سے ہین / گُل ہین محفوظ خار سے ہین

اللہ بچائے چشمِ بد سے / حاسد کی نگاہِ پُر حسد سے

چوری ہی کا ہے فقط نہ در بند / وزدیدہ نگاہ ہے نظر بند

اُوڑتے جو محل پہ شان سے ہین
پرچم علم و نشان کے ہین

یا پر ہے ہما کا سایہ افگن
یا رحمتِ حق کشادہ دامن

اللہ ری شوکتِ مساجد
خود کفر کو کر رہی ہے ساجد

گردش مین ہے کفر نحس ایام
پھیلی ہوئی ہے ہوائے اسلام

ہر غنچۂ دل کھلانے والی
دین و ایمان جلانے والی

دن رات ہے موسمِ بہاری
ہے رحمتِ حق کی آبیاری

ہر برگ و گیاہ سبز و تر ہے
شاخ و شجر و گل و ثمر پر

نخلِ گل و میوہ دار ہر جا
رشکِ باغ و بہار صحرا

رنگِ سبزہ جما ہوا ہے
ہر کوہ زمرّدین بنا ہے

ہر برگ وہ شوخ رنگ سر سبز
چشم بینا کی ہو نظر سبز

شاخون پہ طیور جھولتے ہین
ہر رنگ کے پھول پھولتے ہین

کچھہ سرخ بنفش زعفرانی
کچھہ پھول زمین پر آسمانی

بلدہ ہے کہ اک چمن کھلا ہے
قسمت سے مری مجھے ملا ہے

خالق نے وہ آج دن دکھایا
سر نے قدمِ حضور پایا

مین اور کہان یہہ بزمِ عالی
مین اور یہہ نظم کے لآلی

یہہ مدح کہان زبانِ ناچیز
شوخی یہہ کہان بیانِ ناچیز

مین اور کہان یہہ باریابی
ذرّے کو ملی ہے آفتابی

تائیدِ خدا اگر ہوئی یار
اقبال حضور کا مددگار

نازان نہ ہو کس طرح مقدر
چمکا مرے بخت کا ہے اختر

یہہ بخت رسا ہے اوج پر آج   بندے کے لیے یہی ہے معراج

یارب جب تک کہ دم مین دم ہو   سر میرا حضور کا قدم ہو

آباد جہان مین جو زمین ہو   اس نسل مین وہ تہِ نگین ہو

جب تک کہ یہ دورِ آسمان ہو   یہہ شاہِ جہان ہو اور جہان ہو

شاد و خوش و خورم و جوان بخت   رونق دہِ تاج و مسند و تخت

لایا ہون شہا دُرِ ثمین یہہ   شایستۂ نذر گو نہین یہہ

تشریفِ قبول گر عطا ہو   حاصل مرے دل کا مُدعا ہو

ہم چشمون مین آبرو ہو میری   برآئے جو آرزو ہو میری

ہو دور دکی میرے چارہ سازی   حاصل ہو جہان مین بے نیازی

ساقی نامہ

لکھتا ہے جو کیفِ مے پرستی   چھائی ہوئی ہے قلم پہ مستی

بیخود ہر سطر جھومتا ہے   ہر حرف کے مُنہ کو چومتا ہے

ہے لغزشِ پا قدم قدم پر   ہر لفظ پہ پیش پا ہے ٹھوکر

ہے وصفِ مئے کہُن زبان پر   مستانہ ہے یہہ سخن زبان پر

اے ساقیِ بے خبر کہان ہے   میخانہ مین شورِ میکشان ہے

نیکار رہا ہے ہر شرابی   دے بادہ دو آتشہ گلابی

کیا دیر ہے اے وہ دو سالہ   لا جام و صراحی و پیالہ

مجبور ہون دخترِ عنب سے   لبریز لگا دے جام لب سے

بیکار خیال محتسب ہے
اس روگ کو دور کر بلائیے

گھنگھور گھٹا ہے گھر کر آئی
ہر مست کے لب پہ ہے دہائی

ہوتا ہے ترشح ابر تر سے
ہر بوند ہو میکشو تو برسے

اب کسکو شراب کی کمی ہے
ابر تر سے ٹپک رہی ہے

لبریز پیالہ ہے گلون کا
گلشن مین ہے شور بلبلون کا

رنگ ابر سیاہ وہ جمانا
زاہد پیئے مے پڑھے دوگانا

سب طاعت و زہد ہو ریائی
کام آئے نہ اس کی پارسائی

واعظ ہو ذرا ذلیل ساقی
میخانہ ہو سلسبیل ساقی

ہو صرف عیوب رند جو لب
غرق مئے ناب ہو وہ یارب

رندون کا جو نام بے وضو لین
کانٹا ہو شراب کا گلو مین

ساقی دے شراب ارغوانی
سرجوش بہار نوجوانی

ہان جام شراب ناب دیدے
دل جل کے ہوا کباب دیدے

میخانہ مین جسقدر ہو لادے
خوب آج شراب سی چھکادے

منہ سے مرے خم کا منہ ملادے
ساقی مجھے خم کے خم پلادے

وہ جام دے یادگار ساقی
تا حشر رہے خمار باقی

وہ مئے جو دل و جگر کو دے ضو
وہ مئے جو لگا دے یار سے لو

وہ بادہ جو نشتر جگر ہو
خون نابہ فشان چشم تر ہو

وہ بادہ ہو نور جس سے پیدا
رشک خورشید ہو سویدا

آئینہ دل کو جو جلا دے
بیواسطہ یار سے ملادے

وہ بادۂ مشکبو معطر — جو رحمت حق کے ہو برابر

وہ بادہ جو طور دل بنا دے — وہ بادہ جبلا جو ماسوا دے

وہ جام دے جس کا خوش سرانجام — پائین یہہ مفارقت کے آلام

تالو مین زبان نیشتر ہو — تا واشد غنچۂ جگر ہو

ہو بادہ سے طبع کو روانی — خامے کو سرور تر زبانی

دست برد عشق

لکھتا ہے جو حال عشق سفاک — سینہ ہے قلم دوات کا چاک

ہے خامہ جگر شگاف حیران — دو پارۂ قلب ہے قلمدان

تشدد ہے خیال لشکر مضطر — یہہ رنگ بندھا ہو جب تو کیونکر

اس عشق کے ہتکھنڈے رقم ہون — نیرنگ حوالۂ قلم ہون

کچھہ عشق کے کام ہین نرالے — اللہ رے اس کے پالے ڈالے

یہہ حضرت عشق ہین وہ بے پیر — فریاد سے ہوتے ہین گلوگیر

بے درد کہین ہے شعبدہ باز — بے درد کہین ہے فتنہ ساز

جادو ہے کہین کہین ہے نیرنگ — لاتا ہے مدام اک نیا رنگ

لب پر ہے فغان جگر مین ہے درد — دل مین ہے تپش بلب دم سرد

پہلو اسی خار نے ہین چھیدے — گوہر ہین دل و جگر کے بیدھے

پھونکا عاشق کو سب بے تامل — خاکستر سے بنایا بلبل

معشوق کا خون کیا بصد جل — اس خون سے بنائے لالہ و گل

مطلب سے کہین نہ اپنی چوکا — تشنہ ہے یہہ دونون کے لہو کا
سحر اس کا عجیب پُر اثر ہے — دل جان سے رہتا بے خبر ہے
رگ رگ مین لہو مین استخوان مین — سوزش ہے اسکی جسم و جان مین
عاشق کے نیاز کا سبب ہے — معشوق کے ناز کا سبب ہے
سامانِ فروغِ شعلہ رویان — سرمایۂ نازشِ نکو یان
لاکھون سینے کیئے ہین غربال — شمشاد قدونکے باغ پامال
بلبل کا ہوا یہہ باعثِ شور — گُل کا نہ چلا چمن مین کچھہ زور
شمشاد کو پا بگِل کیا ہے — معشوق کے قد کا جُل دیا ہے
نرگس کو کیا ہے سخت حیران — ششدر گلشن کا ہے نگہبان
لالے کے جگر مین داغ اس سے — کف ملتے ہین برگِ باغ سے
گلشن مین دیئے طفیل زاری — بلبل کو مناصبِ ہزاری
از بسکہ جگر ہے پارہ پارہ — گیندے کو لقب دیا ہزارہ
کہلی نہ فقط زبانِ سوسن — لب بند شگوفہ ہے بگلشن
گُل ہی کا دہن نہ بے زبان ہے — غنچہ بھی تو قفل بر دہان ہے
کرتا ہے مدام خون حنا کا — شبنم کو دیا سبق فنا کا
زنجیر پا ہے سرو آزاد — قمری اسکے گلے مین طوقِ بیداد
گلشن مین بنالۂ عنادل — صد پارہ گلون کا کر دیا دل
انگور کی تاک مین کھڑا ہے — یہہ دزد حنا کا سر چڑھا ہے
ہے پنجے مین اس کے عشق پیچان — ہے اس سے بنفشہ مو پریشان

تلوے مین چبھو چبھو کے توڑا | کب خار کو ثابت اس نے چھوڑا
ہر شاخ ہے شکلِ بید لرزان | ہر پھول کا چاک ہے گریبان
جو نخل ہے سر کو دُھن رہا ہے | جو برگ ہے تنکے چُن رہا ہے
سنبل پہ پڑا ہے پینچ اسکا | ہوتا نہین یہہ حریف کسکا
صد برگ جگر فگار اس سے | ہر گل ہے سدا بہار اس سے
جو گل ہے چمن مین سر اُٹھاتا | تازہ ہے قیامت اُس پہ ڈھاتا
گُل ہی کا نہین کیا ہے دل خون | بلبل کو بنا دیا ہے مجنون
ہے اس سے جلی ہوئی خدائی | وہ آگ زمانہ مین لگائی
وہ شعلہ وہ برق وہ شرارہ | ہو جس سے کہ موم سنگ خارہ
جس آگ سے شمع کو جلایا | پروانہ کو اُس مین کھینچ لایا
وہ آگ تدرو کو کھلائی | اُس آگ سے جانِ مہ جلائی
اُس آگ سے رنگِ لعل گلرنگ | اُس آگ سے سوختہ دل سنگ
اُس آگ سے پُر شفق کا گلخن | آتش زدہ ہے فلک کا گلشن
انگارہ اُسی کا مہر خاور | چنگاریان ہین اُسی کی اختر
پروین و پرن اُسکی خاشاک | نُہ چرخ اُسی کے تودۂ خاک
وہ گرم کُنِ دلِ زمین ہے | وہ آگ غرض کہان نہین ہے
آتش کدہ اُس کا دل ہمارا | تھا شعلۂ طور اک شرارا

پہلی داستان

چڑھائی کرنا غنیم کا ملکِ عجم پر اور جانا چہہ شہزادون کا

برائی مقابلہ اور شکست دیگر دشمن کو مصروفِ شکار رہنا انکا
ملنا دیوانہ کا اور نادیدہ عاشق ہوکر جانا شہزادون کا
ملکِ ماچین کو اور جان دینا سب کا عشقِ ملکہ مہر انگیز مین

ہان طبع طاقت لسانی
درکار ہے خامہ کی زبانی

پارینہ زمانہ کا فسانہ
ہو تازہ کنِ دلِ زمانہ

پیرِ دہقان سے ہی روایت
سنتے آئے ہین یہہ حکایت

ہر نسخہ دل مین جلوہ گر تھی
اوراقِ زبان پہ منتشر تھی

اب مجھسے سنو بسحر سازی
دو دادِ فنِ سخن طرازی

ہو غنچہ دل شگفتہ خاطر
ہر کان ہو معدنِ جواہر

تھا ملکِ عجم مین ایک سلطان
سرتاج و پناہِ تاجداران

تھا صاحبِ تخت تاج کشور
عادل منصف غریب پرور

زیبِ سرِ شش جہت کا دیہیم
نیچے مین تھی اُس کی ہفت اقلیم

تھے تاجِ شہی مین سات گوہر
یا سات فلک کے سات اختر

اک روز کہ تھا مثالِ نوروز
اقبال سے بھی زیادہ فیروز

گلگشتِ چمن کو شاہزادے
مانندِ دل گئے ہوئے تھے

وہ باغ کہ تھا بہشت آگین
غیرت دہ گلشنِ نگارین

وہ رو کشِ روضہ جنان تھا
گویا کہ طلسمِ بوستان تھا

شہزادوں سے خُلد تھا بنا وہ ‏ سیاروں کی سیرگاہ تھا وہ
تھے جمع مثالِ عقدِ پروین ‏ ساتون چشم و چراغ تمکین
باہم تھے وہ نورِ دیدۂ کیچند ‏ محوِ گلگشت اور شکر خند
اُڑتی سی خبر صبا یہ لائی ‏ سُلطان پہ عدو نے کی چڑھائی
گلشن سے چلے بہار صورت ‏ شہ سے ہوئے طالب اجازت
اصرار سے اُنکے ہو کے مجبور ‏ ناچار کیا ہم کو منظور
فرمایا یہ شہ نے ماہ رخ سے ‏ بہلائے گا کون دل کو میرے
اے جانِ پدر تری جدائی ‏ ناخن سے ہے گوشت کی جدائی
کچھ رکھتے اگر ہو چاہ میری ‏ پیری پہ کرو نگاہ میری
آداب پدر سے سر جھکا کر ‏ خاموش ہوا وہ طیش کھا کر
سمجھا نہ وہ نوجوان مضطر ‏ واقع جو ہوا وہی تھا بہتر
حاصل کر کے غرض اجازت ‏ مادر سے پدر سے ہو کے رخصت
فرحان فرحان چھوٹوں برادر ‏ فوج و لشکر کے ہو کے افسر
دشمن کی طرف ہوئے روانا ‏ جانا اُن کا تھا دل کا جانا
ششدر تھے جو ۱۲ خستہ جان بچے ‏ چھُوٹے ہوئے باپ کی تھی چھکے
چھ لخت جگر کے غم نے مارا ‏ سی پارۂ دل تھا چار پارہ
گویا بیجان تھے جملہ قالب ‏ اللہ سے تھے ظفر کے طالب
سرگرمِ مصاف تھی وہ افواج ‏ تھا جوش پہ یا کہ بحر مواج
دشمن کو پیام تھے قضا کے ‏ مسمار کیا عدو کو جا کے

پائی جو غنیم نے ہزیمت — سمجھا وہ فرار کو غنیمت

خدمت مین پدر کے ایک عرضی — تحریر کی مژدہ ظفر کی

کی عرض غلام بعد چندے — لائینگے غنیمت اور بندے

دشمن کا شکار کر چکے جب — مصروفِ شکار ہوگئے سب

صحرا مین گذر ہوا جو اُنکا — طرفہ دیوانہ ایک دیکھا

دیوانہ بحسن خود طرحدار — دیوانہ بکارِ خویش ہشیار

صحرا کی وہ خاک اُڑا رہا تھا — اُس دشت مین زلزلہ بپا تھا

پُرسش سے کھُلا یہ عقدۂ دل — دیوانہ تھا شاہِ ملک بابل

رکھتا تہا جہان مین سات فرزند — ہر ایک ہوا زمین کا پیوند

کیونکر نہ پھرے دماغ اُسکا — ویران ہوا خانہ باغ اُس کا

قیموس لقب خدیو ماچین — تھا پُشت پناہِ دولت و دین

اللہ نے دی تھی ایک دختر — گلرخ شمشاد قد سمن بر

تہا مہر انگیز نام اُس کا — قتل عالم تھا کام اُس کا

یکتائی کا جب سنا فسانہ — ہمتائی کا کر گئے بہانہ

داخل ہوئے اُسکی چاہ مین سب — مارے گئے اُسکی راہ مین سب

جو خانہ تھا رشکِ باغ اُن سے — وہ گھر ہوا بے چراغ اُن سے

تقدیر مین تھی جو پیش آئی — سُن لی دیوانہ کی زبانی

تھا حسن کا اپنے اُن کو غرّا — خود آرائی کا اپنے دعوا

مشورہ کیا سب نے ملکے باہم — اُس غیرتِ گل سے کم نہین ہم

وہ گل ہے تو ہم ہین غیرتِ گل — یہہ شانہ ہوا اور اُس کی کاکُل
رخسار کا اپنے گل دکھائین — بلبل اُسے ہم بنا کے لائین
راضی نہ خوشی سے گر ہو وہ ماہ — ہے لشکرِ قاہرہ بھی ہمراہ
آفت سے خدیو پر جو ٹوٹین — شکلِ یغما پری کو لوٹین
اقبال کی سمجھے ارجمندی — آئے جو ہماری ہوکے بندی
برگشتہ نصیب شاد مانہ — ماچین کی طرف ہوئے روانہ
سرمستِ سرورِ حکمرانی — مدہوشِ خمارِ نوجوانی
سمجھے نہ ذرا اخیر کے رہزن — سوچے نہ ذرا وہ عقل دشمن
اس نشہ کا کیا خمار ہوگا — خمیازہ ہی روبکار ہوگا
پہنچے بطریقۂ نو آئین — رفتہ رفتہ بشہر ماچین
بھیجا ایک نامۂ نگارین — تحریر کیا کہ شاہِ ماچین
دوشیزہ کو کدخدا نکرنا — شرعِ نبوی سے ہے گزرنا
لازم ہے یہہ نونہال پیوند — آخر ہے یہہ انتظار تا چند
کاشانۂ شہ مین ہی جو دختر — قسمت کا ہماری ہی وہ اختر
ہم نامِ خدا ہین سات بھائی — قبضہ مین ہے خشکی و ترائی
اُس شوخ کو جو پسند آئے — اپنا اُسے کدخدا بنائے
اس باب مین گر دریغ ہوگا — عقدہ یہہ سپردِ تیغ ہوگا
جرأت مین ہین سرغنہ جہان کے — ہم شاہ عجم کے شاہزادے
تیموس نے جب وہ نامہ پایا — منشی سے اُسے علیحدہ سنایا

افروختہ ہوکے نامے سے وہ
باہر ہوا اپنے جامے سے وہ

پاسخ یہہ رقم کیا کہ دختر
دل سے ہے کہین زیادہ خودسر

ہر چند وہ شمع شعلہ رُو ہے
پر تیز مزاج تند خو ہے

تقدیر بگاڑے یا بنائے
کرتی ہے وہی جو دل مین آئے

جو آئے عجم سے یا عرب سے
ہے ایک سوال اُسکا سب سے

شایستہ جواب جو کہ دے گا
یہہ دولتِ لازوال لے گا

جس وقت جواب نامہ پایا
شہزادون نے آنکھون سے لگایا

مضمون سے اطلاع پائی
اُمید کی آرزو بر آئی

باہم یہہ قرارداد کرکے
گویا کہیے بند باب شر کے

باری باری ہر ایک بھائی
جا کر کرے قسمت آزمائی

ہو جس کے جواب سے وہ گل بند
گلچین وہی اُس کا ہو خردمند

روزِ دیگر بجوشش ارادہ
اُن سب مین بزرگ شاہزادہ

آیا اک شوق مین جلو ریز
زیرِ ایوانِ مہر انگیز

نقارۂ مرگِ خود بجایا
آوازۂ مرگِ خود سُنایا

رکھا جو قدم کو اُس نے در مین
بجلی سی چمک گئی نظر مین

خُدام ادب سے کر و فر سے
لا کر پوشیدہ ہر نظر سے

اُس شہ کو بٹھایا شہ نشین پر
کندہ کیا نقش یا نگین پر

حقِ خدمت تھا بسکہ وہ چپ
پردہ ہوا درمیان مین حاجب

اک مُہرِ سکوت تھی لبون پر
تکتا تھا چہار سمت ششدر

کھویا گیا اس طرح وہ گویا | حیرت کدۂ طلسم میں تھا
حاصل نہ مجالِ دم زدن تھی | جادو کی مگر وہ انجمن تھی
بولی وہ نگارِ ناز پرور | گل کرد چگونہ با صنوبر
تھا دستِ قضا میں شاہزادہ | پاسخ دیا ہنسی سے ارادہ
اسکا یہہ جواب ہے کہ لاریب | جز حق نہیں کوئی عالم الغیب
رشکِ خورشید مہر انگیز | بولی باد ائے قہر آمیز
آئے جو اجل گرفتہ نادان | جن ہو کہ ملک ہو یا ہو انسان
دیتا نہیں گر جواب شافی | پاتا ہے یہان سزائے کافی
سرکا نہیں رہتا پھر تنسر کا | کٹتا ہے سر ایسے خیرہ سر کا
تھا موت کا گرم کارخانہ | دیکھا ہر سمت خایفانہ
جلاد لیئے کھڑا تھا شمشیر | ابرو کے اشارے کی تھی تاخیر
تلوار کا ایک ہاتھ مارا | گردن سے وبالِ سر اوتارا
ہلکا کیا بار تا بہ امکان | رکھا گردن پہ بارِ احسان
جھنڈے پہ غرض وہ سر چڑھا | کافر کو ذرا ترس نہ ایا
وہ سر تھا زبس بلند پایا | ایوان کا کنگرہ بنایا
پانچون شہزادے باری باری | سرگشتۂ شوقِ جان سپاری
رخصت ہوئے بھائی کی قضا مین | پہنچے وہ دہانۂ قضا مین
گمنام تھے نام کر گئے وہ | قصہ کوتاہ مر گئے وہ
پہنچا ملکِ عجم مین لشکر | بیدل با حالِ غیر ابتر

آئی وہ سپاہ بے سر و برگ
آمد اُسکی تھی آمدِ مرگ

سلطان سے کہا وہ حال سارا
نشتر سا دل و جگر پہ مارا

ماں باپ کے لختِ دل نہ آئے
لختِ جگر آنکھ سے بہائے

آنکھون سے چھپے وہ نور دیدہ
آنکھین ہوئین خود رمد رسیدہ

بیٹھی دل تھام تھام مادر
خونابہ فشان ہو ابر آدر

سلطان نے کہا یہہ بادم سرد
ناسور جگر مین دل مین ہے درد

تاریک نظر مین ہے خدائی
پورب مین لُٹی مری کمائی

ٹوٹے نہ قیامت آہ کیونکر
ڈوبے مشرق مین مہرِ خاور

کُہرام تھا اک حرم سرا مین
جاتی تہین فلک پہ سبکی آہین

ماتم کدہ پائے تخت تھا وہ
اندوہ سے تیرہ بخت تھا وہ

افسوس ہوا دلِ زمانہ
تیرِ اندوہ کا نشانہ

چھائی تھی جہان پہ سوگواری
دنیا کا تھا وقتِ دم شماری

جو غم کہ پڑا اٹھا اُنکو پالے
آخر کیا صبر کے حوالے

دوسری داستان

اجازت حاصل کرنا سلطان سے شاہزادہ ماہ رخ کا شکار کے حیلہ سے اور روانہ ہونا سمتِ ماچین واسطے انتقام بھائیون کے اثنائے راہ مین۔ گرفتار ہونا طلسم سنگ پری مین

ہر ریشۂ کلکِ نکتہ دانی ہے جوہرِ سیفِ خوش زبانی
بے جرم کے قتل سے ہے محزون ہر نقطہ ہے مُہرِ محضرِ خون
جاگیرِ دلی جو خونبہا ہے یون چشمِ قلم سے خون بہا ہے
چھوٹا شہزادہ ماہ رخ نام مان باپ کا خلق کا دل آرام
کانِ رُشد و یمِ ترحّم تھا مردمِ دیدہائے مردم
خوش خُلق - کریم - خوش بیان تھا دانا و عقیل و نکتہ دان تھا
خوش فکر مدبّرِ زمانہ مخلوق ہوا تھا وہ یگانہ
جو چاہیے جوہرِ صفاتی شہزادہ کی ذات مین تھی ذاتی
دنیا سے گئے جو اُس کی بھائی دنیا کی خوشی اُسے نہ بھائی
رہتا تھا وہ گل مدام دل چاک تھی صورتِ ابرِ چشمِ نمناک
تھی خواہشِ انتقام دل مین یا برق تھی اُس کی آب و گل مین
سیماب بنی تھی جانِ مضطر کہتا تھا یہ بیقرار ہو کر
آنسو پونچھے آہ چشمِ تر کے آنسو نہ پونچھے دل و جگر کے
اس آگ سے جب جلے گی وہ بھی جب آتشِ دل مری بجھیگی
یہ سوز جب اُس کو پھونک دیگا ٹھنڈا ہوگا مرا کلیجا
اُس گل کے جگر پہ داغ دیکھون اس دل کو مین باغ باغ دیکھون
اُس بت سے کسی طریق مل کے پھوڑون مین جلے پھپھولے دل کے
کہتا تھا کسی طرح ہوا ہون پر نکلین کہین کہ اوڑ کے پہنچون
ڈرتا تھا نہ دیگا شاہ اجازت کی فکر ہوا ہو پاکے فرصت

پچھ سوچنا مٹے گا نام اپنا | حیلے سے نکالو کام اپنا
سر کے بل قبلہ رو چلا وہ | یوں باپ کے روبرو گیا وہ
کعبے کو سیاہ پوش دیکھا | شمع دل کو خموش دیکھا
وہ نور بصر نظر جو آیا | پہلو میں بجائے دل بٹھایا
کی عرض معاف ہو جو تقصیر | بسمل ہوں برائے صید و نخچیر
طفلی سے شکار کی ہی عادت | درکار ہے شاہ کی اجازت
سلطان نے کہا بصد تامل | بلبل کی قضا ہے فرقت گل
کس دل سے کروں میں تمکو رخصت | ممکن نہیں تن سے دل کی فرقت
امید رکھو نہ یہہ پدر سے | پتلی کو جدا کرے نظر سے
سوچو تو ذرا کہ جان بابا | چھہ زخموں کے ایک تم ہو پھاہا
بولا بادب وہ شاہزادہ | ہو دولت و عمر شہ زیادہ
گو صورت صبر ہوں میں جاتا | پر شکل خیال ابھی ہوں آتا
حافظ ہے خدا کہا کہ جاؤ | تشویش سے پہلے پھر کر آؤ
رخصت ہوا شہ سے شاہزادہ | ساتھی تھے سوار کچھہ پیادہ
بیتابی شوق میں چلا وہ | جانا کیسا ہوا ہوا وہ
عجلت سے کی قطع راہ یکسر | گویا تھا سوارِ دوشِ صرصر
بیراہ وہ روبراہ ہو کر | خود کھو یا گیا تھا راہ کھو کر
جب نام کو نقش پا نہ پایا | حیرانی نے نقش پا بنایا
رہوار کو راہ رو نے اکبار | مہمیز کیا بہ راہ ہموار

زوروں پہ چلا مثالِ صرصر | پہنچا نہ اسے خیالِ صرصر
پہنچا اک دشتِ پُر دغل مین | دابے ہوئے شوق کو بغل مین
تھا دشت پُر از گُلِ ریاحین | ہمشکلِ نگار رحنا نہ چین
تھا دشت مین ایک عالمِ ہُو | پیدا ہوا دور سے اک آہو
آہو کے لباس مین پری تھی | یا حور کی جلوہ گستری تھی
یا کر کے کسی نے آہ جادو | معشوق بنا دیا تھا آہو
یا خُلد سے اک غزالِ رعنا | آیا تھا برائے سیرِ دنیا
صحرا کے تھا دل کا چین آہو | اُس دشت کا نورِ عین آہو
شہزادے نے جب غزال دیکھا | دل سینہ مین پائمال دیکھا
خود رفتہ نگار ہو گیا وہ | آہو کا شکار ہو گیا وہ
عنقا کا وہ یادگار پایا | ہم شکلِ ہما شکار پایا
لشکر کو دیا یہہ حکم اکبار | زندہ آہو کرو گرفتار
آہو جانے نہ پائے سُن لو | پامردی کی دستبرد سمجھو
گھوڑوں کو سپاہ نے دبایا | اُس دشت مین زلزلہ سا آیا
دیکر اُسے چند بار پھیرا | صیادوں نے صید مفت گھیرا
آہو دلِ حلقۂ سپہ تھا | مرکز خواہش کے دایرے کا
تھا چشمِ سپاہ کا وہ تارا | آنکھوں سے کہین زیادہ پیارا
لشکر کی صلاح بند کیجے | آہو کا ارادہ راہ لیجے
دیکھی جو یہہ رستخیز بیجا | سمجھا کہ ہے آج حشر برپا

عاجز بیدست و پا ہوا وہ   ہر بیر کو سونگھنے لگا وہ
سوچا کہ چلو یہاں کوئی داؤن   وحشت کے نکالو بیٹ سی پاؤن
کب اُن کو بدا شکار تھا وہ   اک جست مین سب کے پار تھا وہ
موقع جو ملا سپے ضرورت   تڑپا وہ چلا ہوا کی صورت
جوالہ تھا برق یا شرارا   ٹوٹا ہوا یا فلک کا تارا
رفتار کو خاک بادپے پہنچے   پیدل تھے سوار اُس کے آگے
رہوار جو تیز تھے پری سے   تھک تھک کے گرے سکندری سے
غایب ہوا بھر کے وہ طرارے   منہ دیکھکے رہ گئے یہ سارے
پیچھا کرتے وہ کیا ہرن کا   سب نشۂ مردمی ہرن تھا
تھک تھک کے گری کھڑے کھڑے وہ   مر مر کے جیسے پڑے پڑے وہ
آہو کی تلاش مین تھے برباد   گر پڑ کے غرض کی خاک آباد
ہر جا پہ گرے مثال جادہ   جادہ سے بنے بہر شاہزادہ
درماندہ و راندہ ہر نفر تھا   اُفتاد کو فوج کی جو دیکھا
شہزادہ نے اسپ کو اُڑایا   خود بادپے باد پا نہ پایا
آہو کا سراغ بر ملا تھا   پس ماندون کا ڈھیر نقش پا تھا
پیچھے تھا ہرن کے شاہزادا   آگے جاتا تھا وہ ہوا سا
ہر گام پہ اک چمن بناتا   صحرا رشک ختن بناتا
رفتار کا اُس کی یہ چلن تھا   جو نقش تھا برگ یاسمن تھا
اول ہی قدم پہ گر پڑا تھا   منہ دیکھکے سایہ رہ گیا تھا

سایہ کیا اُس کا ساتھ دیتا — گرتا ہی نہ تھا زمین پہ سایا

صحرا مین پہاڑ ریت کا تھا — شدت مین وہ گرم ہو رہا تھا

ذرّون کے دہک رہی تھی آگ — صحرا کے چمک رہے تھے اخگر

صحرا مین مفر نہ جبکہ پایا — کہسار کے رخ قدم اُٹھایا

جب دامن کوہ ہاتھ آیا — دہشت نے پہاڑ پر چڑھایا

جاتا تھا عقب مین شاہزادہ — بالجزم کیے ہوئے ارادہ

زحمت سے مگر دوادوش کی — حالت ہوئی اسپ کی ردی تھی

رہوار نے کی عقب گزاری — دی موت کو جان کی سواری

تھا شوق سوار یہہ پیادہ — حیرانی تھی پیش پا فتادہ

طالع کی سمجھ کے ارجمندی — پستی سے چلا سوئے بلندی

نیچا جو پہاڑ کو دکھایا — اونچا ہوا وہ بلند پایا

دنبالِ غزال شاہزادہ — سرگرمِ تلاش پا پیادہ

کندھے پہ صبا کے جا رہا تھا — گھوڑے پہ ہوا کے جا رہا تھا

وہ بھی تھا مگر بلا کا آہو — از سر تا پا ہوا کا آہو

کچھ دور چمک کے جیسے تارا — نظرون سے چھپا وہ آشکارا

غایب جو نگاہ سے ہوا وہ — پردہ سا نظر سے اُٹھ گیا وہ

آنکھون مین چھپا نگاہ ہو کے — سمجھا جادو کے تھے یہہ دھوکے

آہو کے تھا گرد شاہزادہ — اصرار سے سیر ہوا زیادہ

تکتا ششدر وہ چار سو تھا — دیکھا اک کوہ روبرو تھا

تھا سر بفلک کشیدہ وہ کوہ — سیارۂ ریگ کا تھا انبوہ
جگنو کی طرح چمک رہے تھے — کندن کی طرح دمک رہے تھے
حیرت جو ہوئی اُسے زیادہ — کہنے لگا دل مین شاہزادہ
مدت سے یہہ سنتے ہین کہانی — موسیٰ کی زبانی لن ترانی
یہہ کوہ جو سامنے کھڑا ہے — اک پردہ سا ظاہرا پڑا ہے
شاید یہی جلوہ گاہ پائین — موسیٰ کیطرح سے دیکھ آئین
دل دید کے شوق نے ستایا — مستانہ قدم بڑھایا
اُس کوہ سے اُترا وہ پریزاد — ہمت سے بڑھا وہ پاک بنیاد
دو برجون مین آفتاب آیا — ذرّون پہ پڑا قمر کا سایا
درجے مین فلک رکاب تھا وہ — دو برجون کا آفتاب تھا وہ
مثلِ موسیٰ وہ آدمی زاد — آیا کوہِ دگر پہ دلشاد
شہزادہ سے پائی ارجمندی — دونی ہوئی اُس کی سربلندی
تھا شوق فرازِ کوہ لایا — قسمت نے نشیب کو دکھایا
ہم پایۂ عرش جو قدم تھے — لیتے کفِ ریگ پر وہ دم تھے
تھا رنگِ حنا کا بار جنکو — فرشِ گلِ ناگوار جنکو
خارون نے دیئے جو خار پرخار — صد برگ سے ہوگئے وہ افگار
آنکھون کی رہی یہ شان باقی — پانی کا نہ تھا نشان باقی
آنکھین پانی مین پھیرتی تھین — خالی وہ حباب رہ گئی تھین
تلوے بھی فقط نہین چھدے تھے — کانٹے تالو مین پڑ گئے تھے

جو یا خود آب کی ہوئی تھی — تالوے زبان نکل گئی تھی
پھر وہ لب کا اٹھا رہی تھی — بے پردہ لبون پر آ رہی تھی
آئینہ دل تھا پر کدورت — حیرت نے دکھائی غم کی صورت
تکلیف سے گھٹ گئی ارادے — گھیرے سختی کے تھے پیادے
نازک تھی طبیعتِ گرامی — جی کو تھی ڈبوتی تشنہ کامی
بے مہری سے مہر پیش آیا — جلتی ہوئی دھوپ مین جلایا
کیا قہر تھی مہر کی عداوت — وہ دن تھا پہاڑ سا قیامت
تھے بادِ سموم کے وہ جھونکے — جس شکل سے کوئی بھاڑ جھونکے
جس رو سے گلاب منفعل تھا — جس رخ سے کہ آئینہ خجل تھا
پہنچا اسے مہر سے یہ آزار — انگارے تھے گل سے منہ پہ رخسار
شعلے جو بھڑک رہے تھے منہ پر — جاتا تھا یہہ رنگ رخ سے اڑ کر
اس دشت مین ریگ کی وہ گرمی — لوہے کو بھی دے رہی تھی نرمی
چکر مین تھا چرخِ چنبری تک — جلتے تھے وہان پہ پری تک
پس طایرِ روح کے جلے تھے — طوطے ہاتھون کے اڑ چلے تھے
جاتے نہ حواس خمسہ کیونکر — خمسہ متحیرہ تھا ششدر
آتا تھا سخن وہان جو لب پہ — ہوتا تھا وہ دم مین بھاپ جل کر
چھوڑے دیتا تھا ساتھ سایا — اپنا جو تھا ہو گیا پرایا
وہ بدر ہلال ہو گیا تھا — خورشید زوال مین پڑا تھا
وہ مضطرب الحواس ہوکر — کہتا تھا یہہ صیدِ یاس ہوکر

اس غم کا بھلا ہوا رہے کیسا بڑھتا / اس روز کی فکر آج کیا ہو
چھاتی پہ پہاڑ ہیں جو غم کے / ٹالے سے نہیں ہٹینگے دم کے
سورج کی کرن سے ذرہ ذرہ / اس کا ہو رہا تھا ریزہ
وہ تاب چمک دمک کہ ششدر دیا / گلنار تھا وہ صحرا
ہر ذرہ ترے دن کا تھا خزینہ / انبار تھا ریت ہیں نگینہ
ہمت کا ملا تھا ظرفِ عالی / گنجِ نظارون پہ خاک ڈالی
لایا نہ خیال میں مصائب / مردانہ چلا وہ ایک جانب
اُس دن میں وہان جو چل رہی تھی / کچھ تھوڑی سی راہ قطع کی تھی
سر پھیرنے لگا گرا وہ تھک کر / کھاتا تھا نظر میں دشت چکر
بیدم وہ ہوا ابھی جو دم پر / دم لینے لگا وہ بیٹھ دم بھر
لیکن نہ ہوا ذرا پریشان / از کردہ خود نہ تھا پشیمان
اللہ ری اُس کی پائے مردی / کہتا تھا یہی ہے جائے مردی
تقدیر نمک نہیں کہ پھوٹے / کچھ آس کمر نہیں کہ ٹوٹے
آئینہ نہیں کہ ہون میں حیران / کچھ زلف نہیں کہ ہون پریشان
ہمت نہیں نقدِ دل کہ ہارون / دولت نہیں غم کہ لات مارون
دل میں یہی کہہ رہا تھا وہ ماہ / تقدیر نے گل کھلایا ناگاہ
صحرا میں چمن ہوا نمایان / ظلمات میں جیسے آبِ حیوان
بلبل سا وہ باغ باغ ہو کر / مستانہ چلا سوئے گلِ تر
رفتہ رفتہ وہ راہ چلتا / ڈرتا ڈرتا قریب پہنچا

خرم ہوئی کشتِ زندگانی
سوکھے دہانون پڑا جو پانی

پانی نہ پھرائے منہ مین کیونکر
تشنہ کو ملا تھا عین کوثر

آرام چمن سے دل نے پایا
نکلا جو کھٹک رہا تھا کانٹا

دیکھا اک باغ رشکِ فرخار
درمانِ مرض دوائے آزار

دنیا مین بہشت کا نمونا
لیکن نزہت مین اُس سے دونا

طنازِ نگار محوِ مستی
گلگونۂ نوعروسِ ہستی

جب سے ہوا یہہ گلِ یگانہ
غازہ کشِ چہرۂ زمانہ

گلزارِ ارم ہوا پریشان
خلدِ شدّاد دشتِ ویران

جنت مین ہین خال خال غلمان
گلشن مین چمن چمن ہین پریان

حورون کی جو شاخ وان لگی ہے
صورت مین یہہ خلد بھی پری ہے

اُس باغ مین اک شجر نیا تھا
پھل پھول سے برگ سے لدا تھا

اس مرتبہ تھی بلند ہر شاخ
طوبیٰ سے ملی تھی شاخ در شاخ

عشاق مین تھی یہہ اُسکی شہرت
ہر شاخ ہے اک صراط جنت

تھا بیخِ شجر مین ایک رخنہ
کوثر کا بہا تھا اُس سے چشمہ

پژمردہ دلون کا راحتِ جان
پانی اُس کا تھا آبِ حیوان

ڈوبا ہوا آب آب مین ہے
پانی یہی ماہتاب مین ہے

الماس مین یہہ جلا کہان ہے
پانی یہہ کہان ضیا کہان ہے

گوہر کی وہ آبرو تھا پانی
خورشید کا ماہرو تھا پانی

سرچشمۂ آفتابِ زیبا
اُس چشمہ سے آب آب دیکھا

اُس چشمہ مین اس طرح تھا پانی — آنکھون مین ہے جس طرح سفیدی
کوثر کے لبون پہ آبلے تھے — اُبلا تھا حسد حباب ہو کے
پانی مین مزا نبات کا تھا — جانی آبِ حیات کا تھا
مینا مین وہ آب تھا گلابی — تھا جام مین رنگ آفتابی
ہر کیف تھا گیا اُس آب کا گھونٹ — ہر جرعہ تھا اک شراب کا گھونٹ
گزری ہین جہان مین جتنے عاشق — معشوق ہوئے ہین جو کہ صادق
اُس چشمہ کے گرد تھے فراہم — مصروفِ نیاز و ناز باہم
عاشق کے سوا بشر نہ دیکھا — سایے کا وہان گزر نہ دیکھا
عشاق نے دھوم تھی مچائی — نالون کی فلک پہ تھی چڑھائی
شیرین فرہاد کہہ رہا تھا — لیلا مجنون پکارتا تھا
وامق سے جھگڑ رہی تھی عذرا — تھا دامنِ یوسف اور زلیخا
نل محوِ نظارہ دمن تھا — وابستۂ زلفِ پریشان تھا
یوسف سے سوا عزیز کو تھا — اک شاہدِ دلنواز پیارا
تھا عاشقِ باصفا چتر سین — پدماوت نازنین سے بے چین
فرخ تھی بکاؤلی شیدا — گلرخ تاج الملوک بھی تھا
اُس چشمہ آفتاب کے گرد — سیّارون کو تھا شراب کا درد
میخوارون مین غلغلہ بپا تھا — ہر بونگ کا غل فلک رسا تھا
اک ایک پہ مست گر رہا تھا — دے جام کا شور بر ملا تھا
قاضی کی بھی ایسی منہ لگی تھی — پھرتی تھی دہائی دختِ رز کی

مر مر کے وہ مست جی رہے تھے ‏ چھک چھک کے شراب پی رہے تھے

پی پی کے وہ جھوم بہکا رہے تھے ‏ بلبل کی طرح چہک رہے تھے

اپنے قصے سنا رہے تھے ‏ افسانے ہزار گا رہے تھے

چشمے میں کوئی نہا رہا تھا ‏ اک وجد میں کوئی گا رہا تھا

اک کرتا تھا عاشقانہ گفتار ‏ اک پڑھتا تھا صوفیانہ اشعار

طنبورے پہ تھے بجا رہے گت ‏ گت ناچ رہے تھے ہو کے بے گت

دیکھا جو وہ رقص عاشقانہ ‏ مستانہ سنا جو وہ ترانا

نہ گنبد چرخ ہو گئے دنگ ‏ فق ہو گیا مہر و ماہ کا رنگ

محو ششش و پنج ہفت اختر ‏ سب کے تھے حواس خمسہ ششدر

چشم حیرت بنا سراپا ‏ انگور کا خوشہ تاکتا تھا

اس جلسہ کو دیکھکر صنوبر ‏ سکتے میں کھڑا تھا اک روش پر

نرگس حیرت سے دیکھتی تھی ‏ سوسن جلکر یہہ کہہ رہی تھی

چشمہ ہوا نذر جام و ساغر ‏ صد آفرین ایسی میکشی پر

کیا کھائی قسم ہے تونے ساقی ‏ اک بوند نہ رہنے پائے باقی

تجھسے ہے یہہ التجائے سوسن ‏ کچھ چھوڑ برائے اہل گلشن

نرگس یاس سے تک رہی ہیں دیکھو ‏ سب بادہ کشان باغ تجھکو

وا بند قبا کیے ہوئے گل ‏ ساغر ہیں لیے کھڑے پئے مل

قمری کا غلام سرو آزاد ‏ مست گل عندلیب ناشاد

منت سے یہہ کہہ رہی ہیں ناکام ‏ دو بہر خدا شراب کا جام

چشمِ حیرت کیے ہوئے وا — معشوقانِ چمن ہین گویا
بجھتا اس آتش سے تشنہ نہین ہے — رندون کو ہزار آفرین ہے
تسکین کا شور ہمہ ملا ہے — ہر لب پہ کلام مرحبا ہے
سودائے شراب وہ ہی سر مین — پی لین چشمہ کو اک نظر مین
شہزادہ جب اُس چمن مین آیا — ہنگامہ بپا عجیب پایا
جلسہ جو وہ دلفریب دیکھا — وہ ہوش و خرد ربا تماشا
سمجھا کہ ہے کائنات افسون — بیداری مین خواب دیکھتا ہون
کرتا تھا کھڑا نگاہ گم صم — کہتا تھا پھنسے طلسم مین تم
شہزادہ تھا ہوش باختہ دنگ — اور راہ کی ماندگی سے دل تنگ
دیکھا جو وہ آبِ زندگانی — منہ پر پھرا اُس گہر کے پانی
پژمردہ نے چشمہ دیکھ پایا — اُس آبِ حیات مین نہایا
جو جسم کہ گرد مین تھا پنہان — نکلا چشمہ سے ماہِ تابان
کھانے پینے کی جب نہ پائی — خواہش کی لگی ہوئی بجھائی
درماندہ تھا راہ کا تھکا وہ — اک سایہ مین جا کے پڑ گیا وہ
آنکھون مین جو شکل خواب پائی — کچھ صورتِ عیش ہاتھ آئی
آسایشِ خواب کا تھا جویا — غفلت کی وہ نیند بھر کے سویا

تیسری داستان

ملاقات کرنا ملکۂ رشک پری کا شاہزادۂ ماہ رخ سے

اور مہمان رہنا شاہزادہ کا دو ہفتہ اُس طلسم نادر میں ۔

کرنا ہے جو عاشقی کا سامان
نقطون سے قلم ہوا گل افشان

حالِ رشکِ پری رقم ہے
رشکِ بالِ پری قلم ہے

صفحہ پہ ہے کلک شعبدہ باز
جادو نفسی سے سحر پرداز

معجز رقمی سے کلکِ گلگون
یون کرتا ہے انکشافِ افسون

وہ نہر و چمن وہ جلسۂ مُل
تھا شعبدۂ طلسم بالکل

فرخ تھا خدیوِ باسعادت
تھی قاف سے قاف تک حکومت

اک رشکِ پری تھی اُسکی دختر
جانِ انسان پری کی دلبر

اُس حور کی سیرگاہ تھا باغ
فردوس کے دل پر اُس کا تھا داغ

تھی عاشقِ ماہ رخ وہ گلفام
یہہ نام تھا اُس کے دل کا آرام

جاسوس نے اپنا وقت پا کر
مژدہ یہہ دیا پری کو آکر

کچھ آج عجیب گل کھلا ہے
صحرا گلزار بن گیا ہے

روشن گل کا چراغ ہے آج
جو نخل ہے باغ باغ ہے آج

بختِ صحرا نے کی جو یاری
شہزادہ کی آگئی سواری

مصروفِ شکار و صید ہے اب
خود صید شکار ہوگئے سب

مخبر نے جو یہہ خبر سنائی
منہ مانگی مراد اُس نے پائی

سوسن سے کہا بمہربانی
درکار ہے تیری جانفشانی

لسّان و زبان دراز ہے تو
مشہور کرشمہ ساز ہے تو

باتون مین اُسے لگاکے لے آ
جس طرح پھنسے پھنساکے لا آ

سوسن کہ غضب تھی پُرشرارت
بولی ہنسکر خدا کی قدرت

ہو آپ کو شوقِ عشق بازی
دکھلاؤن مین اپنی کارسازی

یہہ کہہ کے ہوئی روانہ خودکام
سو طرح کے مکر کے لیے دام

پہنچی صحرا مین وہ خود آرا
کرتی ہوئی چار سو نظارا

کہتی تھی کرو کچھ ایسی تدبیر
جو پٹ نہ پڑے مثالِ تقدیر

یکبارگی اُس نے کرکے جادو
قالب بدلا بنی وہ آہو

عنقا کے شکار کو چلی وہ
شہزادہ کے روبرو گئی وہ

صیاد کی فکر مین ہُما تھا
نخچیر ہوا تھا صید جویا

اُلٹی تسخیر ہو رہی تھی
انسان کو پھانستی پری تھی

سوسن جو ہوئی اُدھر روانہ
تشویش کا مل گیا بہانہ

سودے کی بڑہی جو خودسری تھی
انسان کی منتظر پری تھی

دروازے پہ ٹکٹکی بندھی تھی
رستے پہ نظر لڑی ہوئی تھی

تھی بیم و رجا کی بے قراری
کہتی تھی یہی ہزار باری

کھلتا نہین وجہ دیر کیا ہے
حیران ہون مین کہ پھیر کیا ہے

کیا جانیئے دیر کیون لگائی
کہکر گئی تھی ابھی مین آئی

دیکھا ناگاہ اُس کو آتے
پوچھا بے ساختہ پری نے

سوسن آئی کہا کہ آئی
لو گل پئے عندلیب لائی

جس گل کے لئے بنی ہے بلبل
ہے باغ مین وہ کھلا ہوا گل

یہہ کہکے سنائی سب کہانی ‌ ‌ ‌ اظہار کی اپنی جانفشانی

قالب وہ غزال سے بدلنا ‌ ‌ ‌ ہاتھے سے وہ درج کے نکلنا

لانا شہزادے کو لگا کر ‌ ‌ ‌ چھپنا اپنا طلسم بچا کر

پوشیدہ کیا وہ راز ظاہر ‌ ‌ ‌ در پردہ کیا پری کو ماہر

سوسن سے سنا تمام قصہ ‌ ‌ ‌ بولی ہے فریب تیرا حصہ

تیرا ہی یہہ کام تھا مری جان ‌ ‌ ‌ سوسن شاباش تیرے قربان

سینہ سے لگا لیا پری نے ‌ ‌ ‌ ہوتے ہین صلہ کے یہہ قرینے

اس پردہ مین راز دل جتایا ‌ ‌ ‌ تاکید اکید سے بتایا

اس راز سے ہوشیار رہنا ‌ ‌ ‌ اس پردہ کی پردہ دار رہنا

یہہ روز فراق جب ہو رخصت ‌ ‌ ‌ آئے جو شب برات وصلت

جب ماہ ہو وسط آسمان مین ‌ ‌ ‌ پھیلا ہوا خواب ہو جہان مین

سب سونے کو لالچی پڑے ہون ‌ ‌ ‌ جھنڈے غفلت کے جب گڑے ہون

بند آنکھہ ہو بدنظر کی جس پل ‌ ‌ ‌ غماز کے لب ہون جب مقفل

خواب آشنا چشم نرگسی ہو ‌ ‌ ‌ نرگس کی بھی آنکھہ جب لگی ہو

ہو بند دہنا زمین کا پیوند ‌ ‌ ‌ سوسن کی زبان بدی سے ہو بند

سوسن کہ ظریف تھی نہایت ‌ ‌ ‌ بولی کہ حضور کی عنایت

قربان گئی کنیز بندی ‌ ‌ ‌ لونڈی کی ہے کیون زبان بندی

اس کار کا کیا صلا یہی ہے ‌ ‌ ‌ انصاف کا مقتضا یہی ہے

ثابت کر دیجیئے خطا کو ‌ ‌ ‌ لونڈی ہی پہنچیگی خود سزا کو

دیکھا دنیا کا کارخانہ ۔ نیکی کا نہین رہا زمانہ

لائی گلچین کو ہوا اڑا کر ۔ آئی ہون ابھی ہوا اٹھا کر

سوسن سے کہا پری نے ہنسکر ۔ شوخی نے کیا ہے تجکو خود سر

آفت کی نبی ہے تو قیامت ۔ تیری رگ رگ مین ہے شرارت

باز آئی نہ اپنی حرکتون سے ۔ فرصت ہی نہین ظرافتون سے

سمجھی کہ زبان دراز ہے تو ۔ کہا کو سون کہ چارہ ساز ہے تو

اے چرب زبان سمجھ تو دل مین ۔ سنتی نہین میری آب و گل مین

سمجھا تو مجھے ذرا خدارا ۔ کیا رسم جہان نہین مدارا

کچھ رسم نئی نہین ہے منظور ۔ دنیا کا سنو یہی ہے دستور

مہمان جو عزیز گھر مین آئے ۔ یوسف کی طرح سمجھ کے لائے

خاطر سے سر آنکھون پر بٹھائے ۔ دل جان سے اُس کے کام آئے

بولی سوسن کہ پھر مجھے کیا ۔ لیلا نہین آپ یا زلیخا

الفت کا مجھے مرض نہین ہے ۔ مطلب نہین کچھ غرض نہین ہے

عادت نہین اپنی دیدہ بازی ۔ آتی نہین مجکو جعلسازی

چاہت کا نہین ہے ذوق مجکو ۔ مردون سے نہین ہے شوق مجکو

ناجنس کی صحبت آشکارا ۔ ہے ہے مرا دل کرے گوارا

کب مجھسے بھلا یہہ کام ہوگا ۔ بدنام جہان مین نام ہوگا

ماں باپ کو منہ دکھاؤنگی کیا ۔ عصمت کھو کر مین پاؤنگی کیا

بد راہ اگر چلون گی مین راہ ۔ ماں باپ نہ جینے دینگے واللہ

مہمان ہو گا وہ جس کا ہو گا ۔ مجکو انعام بانٹ دے گا
وہ یوسفِ چاہ تم زلیخا ۔ مجنون ہی کے واسطے ہے لیلا
بولی وہ پری بہ کج ادائی ۔ اِس مُنھ پہ ہے اس قدر رکھائی
ساتھی نہین گر مری غرض کی ۔ پھر آپ وہ ہین کس مرض کی
مردون کے نہ تھے جو تمکو لپکے ۔ ہمراز ہوئی تھین کیا سمجھکے
ظاہر کرتی ہے بیحیائی ۔ جامہ کی تمھارے پارسائی
ایسی بھی مجھے نہین خوش آتی ۔ اے گیسو بریدہ شوخ چشمی
اللہ رے تیرا شوخ دیدہ ۔ آفت کی ہے تو دہن دریدہ
ہے شرط کہ جرم کی سزا دون ۔ گُدی سے تری زبان کھینچون
ہنس ہنس کے ہمین لگی رُلانے ۔ بن بن کے ہمین لگی بنانے
بھروبیاپن نہین خوش آتا ۔ مجھکو نہین چونچلا یہہ بھاتا
بس ہوچکی دل لگی چلو جاؤ ۔ صدقہ کچھ ہوش پر سے دلواؤ
نخرے نہ بگھارو اب زیادہ ۔ تنہا ہے چمن مین شاہزادہ
مہمانی کرو تم اُس کی جاکر ۔ لیجانا مجھے بھی وقت پاکر
تیوری جو چڑھی پری کی پائی ۔ سوسن نے وہین زبان دبائی
آنکھون سے وہ کہہ کے خادمانہ ۔ گلشن کی طرف ہوئی روانہ
کہتی تھی اِدھر یہہ رشکِ شمشاد ۔ خود بین ہوتے ہین آدمی زاد
اے حسن یہہ وقتِ دلبری ہے ۔ تیری جو ہر اک ادا پری ہے
اے ناز دکھا کچھ اپنے انداز ۔ ہوجا انداز سے سربسر ناز

اے عشوہ کرشمہ بار ہو جا
شوخی تو گلے کا ہار ہو جا

سب سے ملکے کرو کچھ ایسا سامان
شہزادہ ہو لاکھ دل سے قربان

دیکھو نہ تمھاری بات جائے
انسان پری کے ہاتھ آئے

حاضر ہوئی آکے خود نمائی
آرایشِ حُسن کی سو جھائی

زینت کا خیال دل مین آیا
آئینہ خواص نے دکھایا

اُلجھا یا جو زلفِ عنبرین نے
شانہ لیا دستِ مہ جبین نے

صیدِ دل کا خیال آیا
زلفون کو کمندِ دل بنایا

موتی جب مو بمو پروئے
تارون مین پڑے سیاہ ڈورے

سرمہ آنکھون مین کچھ لگایا
جلوہ شبِ طور کا دکھایا

ابرو پہ سلائی کو جو پھیرا
ظلمات کا بڑھ گیا اندھیرا

تابش سے گُہر کی تھا وہ طرّا
چشمک زنِ خوشۂ ثریّا

ہر شانہ پہ دامِ مو بچھا کر
بیٹھی پئے صیدِ دل وہ خود سر

ہلکا ہلکا نفیس زیور
الماس و گُہر کا کچھ پہنکر

جوڑا پوشاک کا وہ پہنا
جس جوڑ کا جوڑ تھا وہ گہنا

اُترا جوڑا جو تھا بدن کا
وہ باغ مین گل کا پیرہن تھا

ششدر ہوئی دیکھ اپنی صورت
بڑھتی گئی حسن خیز حیرت

بُلوائین خواصین چند ہمراز
شب کے پردے مین تھین جو دمساز

پہنا کے لباس و زیورِ نور
اُن سب کو بنا کے غیرتِ حور

اُس مہ نے کیے وہ چند اختر
ہمراہی کے واسطے مقرر

سوسن کا تھا انتظار اُس کو | ہر لحظہ تھا انتشار اُس کو
بیتاب پئے شوق سے تھی بسمل | قالب تو یہان تھا باغ مین دل
بیٹھی تھی اِدھر پہ ہر دل شکستہ | آ پہنچی وہ جانِ پُر خجستہ
اُس نے جو کہا چلو چمن مین | پھولی نہ سمائی پیرہن مین
بلقیس نمط چلی خرامان | وہ رشکِ پری سوئے سلیمان
پریان حلقہ زدہ تھین ہمراہ | ہالے مین چلی وہ غیرتِ ماہ
جاتا تھا پئے قرانِ خورشید | عقدِ پروین شگفتہ اُمید
اُس شب کا یہہ ماجرا تھا گویا | مہتاب تھا آفتاب جو یا
انجم کا زمین پہ کاروان تھا | یا بقعۂ نور اک روان تھا
تھے سروِ روان مگر چراغان | یا شعلۂ طور تھا خرامان
یا ماہ کے گرد تھے ستارے | یا شعلے کے ساتھہ تھے شرارے
انجم وہ ملے تھے آکے باہم | جملہ سعدین تھے فراہم
دیکھا جھرمٹ مین ماہ پارا | ٹوٹا پڑتا تھا ہر ستارا
حورین صورت پہ مر رہی تھین | ہمراہی مین جان کر رہی تھین
ٹوٹی پڑتی تھین شکلِ اختر | صدقے ہوتی تھین اُس پری پر
سیارون کی انجمن روان تھی | اُس ماہ کی راہ کہکشان تھی
گھٹتا گیا جس قدر کہ جادہ | بڑھتا گیا شوقِ دل زیادہ
اِنسان کی بو جو اُس نے پائی | قالب مین پری کے جان آئی
جلدی جلدی قدم بڑھا کر | آئی شہزادہ کے برابر

دیکھا جو وہ [illegible] صورت | حیرت نے بنایا اُس کو مورت
پیدا ہوئی سنسنی بدن مین | پھرنے لگا خون سارے تن مین
خاموش پری تھی محو دیدار | نیک و بد سے نہ تھا سروکار
ارمان سا پری کے دل مین آیا | آنکھون مین نگاہ سا سمایا
تن دادۂ کشمکش تھی وہ ماہ | تھی شوق و حیا مین جنگ ناگاہ
اک ولولۂ محبت آیا | بے پردہ حجاب کو اُٹھایا
آہستہ اُٹھا کر اُس کے سر کو | فردوس بنایا اپنے بر کو
کر کے نظرون مین پیار اُسکو | دل کا کیا خانہ دار اُس کو
قسمت سے پڑا ہوا جو پایا | سوتے ہوئے بخت کو جگایا
چار آنکھین ہوین بہم جو ناگاہ | کھینچی بے اختیار اک آہ
آنکھین تھین یا شہاب ثاقب | چمکے دو بخت کے کواکب
نظرین تھین یا چھری کٹاری | دونون کو ملی جگر فگاری
دونون کے دلون سے ہو گئے پار | دو تیر نگاہ تا بہ سوفار
زخمی یہہ اِدھر اُدھر وہ گھائل | دونون کے حواسِ خمسہ زائل
جاگا جب وہ بلند پایا | سر زانو پہ اک پری کے پایا
خوش ہو کے کہا کہ چشمِ بد دور | بالین پہ مرے ہے جلوۂ طور
مجھپر نہ ہو کیون خدا کا سایا | سر پر ہے مرے ہما کا سایا
کہتا تھا کہ خواب ہے مقرر | چشمہ نہین ہے یہہ نہرِ کوثر
یہہ باغ ہے بوستانِ جنت | اللہ نے حور کی عنایت

دل مین ہوا شاہزادہ خورسند آنکھین کرلی نہ ہین پھر بند
کہنے لگی وہ نگار کیا خوب یہہ بھی کوئی خواب کا ہی اسلوب
انسان کا بخت جب ہو بیدار سونا اُس کو نہین سزاوار
اُس شخص سے یہہ کرو بہانے بیداری و خواب جو نہ جانے
قربان مزاج کے تمھارے رحم آیا نہ زانو پہ ہمارے
یہہ کہکے پری نے سر اُٹھایا زانو عوضِ ہوس نکالا
اُلفت مین ہوا جو مبتلا وہ ہم صورتِ ولولہ اُٹھا وہ
اُٹھتے ہی ہوا پری کے قربان صدقے ہوکر کہا مری جان
ہین اس خفقان مین مبتلا ہون بیدار ہون یا کہ سو رہا ہون
فرمایئے ہو یہہ وسوسہ دور آدم ہین پری ہین آپ یا حور
ہنگامہ جو رُو برو بپا ہے اصلی کہ نمودِ سیمیا ہے
بولی وہ نگار مسکرا کے تم ظاہرا خواب مین ہو جاگے
احوال ہو منکشف ہمارا تکلیف اگر کرو گوارا
منظور اگر نہ ہو بہانہ کچھ دور نہین غریب خانہ
بولا وہ پری سے شاد ہوکر انسان کا یہہ کہان مقدر
وہ رشکِ پری کا ہوئی مہمان جو وقت کا اپنے ہو سلیمان
بولی حیرت سے وہ گل اندام شاید ہوتا ہے تمکو الہام
بیوجہ نہین کلام میرا جانا کس طرح نام میرا
سمجھا رشکِ پری سے یہہ راہ پاسخ اُس نے دیا کہ واللہ

پھر نامِ خدا [illegible] وزیر
گلدستہ [illegible] نگینِ دل پر

کرتے ہوئے پیار کی وہ باتین
پہنچے کاشانۂ پری مین

بارہ دری اک بلور کی تھی
گویا کہ ڈھلی وہ نور کی تھی

آغوش کشادہ مثلِ در تھا
تھی عشق کی چشمِ منتظر وا

گویا کہ [illegible] رکھتا
نوشاہ کا دیکھتی تھی رستا

رفعت مین فلک قباب تھی وہ
منزل تھی دو آفتاب کی وہ

داخل ہوے جیسے جان تن مین
دو روحین در آئین اک بدن مین

اک برج مین تھا قِران سعدین
ہو دیکھ کے جس کو روح بیچین

دو مروارید اک صدف مین
ثانی جن کا نہین نجف مین

اک بیت مین اجتماعِ ضدین
گلزارِ جہان کے زینت و زین

بیٹھا مسند پہ مثلِ جم کے
شکلِ نقشِ مراد جم کے

تھی رشکِ پری عروسِ تقدیر
بیٹھی پہلو مین شکلِ تصویر

زانو سے ملا کے یار زانو
دونون بیٹھے تھے چار زانو

دونون مسند نشینِ اقبال
تھے با جاہ و جلال و اجلال

رونق دہِ چار بالشِ ناز
باہم ہوئی چھیڑ چھاڑ آغاز

شہزادہ نے دل مین مسکرا کر
زانو آہستہ سے دبا کر

اُس گُل سے کہا کہ جانِ عاشق
صدقے ترے روحِ روانِ عاشق

گو حسنِ بتان ہے بیوفائی
ہے وعدہ کے واسطے وفائی

سر کو اُس شوخ نے جھکا کے
نیچی کر کے نظر حیا سے

سو ناز و ادا سے لب کو کھولا — باتوں میں یہہ اُس نے قند گھولا
یہہ امر ہوا اب آشکارا — جلدی کا مزاج ہے تمھارا
تم نے یہہ سنا نہیں ہے شاید — دیر آید اگر درست آید
ہر بات میں تھا نبات کا لطف — اُس جان سے تھا حیات کا لطف
مصری کی ڈلی ہر ایک فقرہ — یا قند و نبات کا تھا کوزہ
خاموش ہوئی وہ ماہ پارہ — سوسن کی طرف کیا اشارہ
تھی منتظرِ اشارہ سوسن — اُٹھی مثلِ شرارہ سوسن
اربابِ طرب کو لیکر آئی — اسبابِ طرب کو لیکر آئی
موجود کیا بہ تیز دستی — سامانِ نشاط و مے پرستی
نرگس نے شراب کیتکی کی — بھر بھر کے گلابیوں میں رکھی
مسرور و فارغ دل ہوا تر — دونوں نے پیے جو چار ساغر
سازندے جب ملا چکے ساز — مطرب نے کیا سرود آغاز
وہ طبلہ نواز تھا طبلیا — تھا بامِ فلک پہ جس کا ٹھیکا
انسان کیا حور کی پری کی — سنگت کرتا تھا مشتری کی
پروین عروسِ دلربا کے — اسرار کے بول بج رہے تھے
الفاظِ غزل تھے صورتِ دُر — نورانی گلے تھے نور کے سُر
مطرب نے بصد شگفتہ روئی — گائی یہہ غزل بخوش گلوئی

غزل

ساقی قدحِ خرد رُبا دے — مطرب لحنِ جنون فزا دے

بیٹھے ہین ہم محب و محبوب ہان بادۂ وصل سے چھکا دے

رو کا دونون کو ہے خودی سے جام مئے بیخودی پلا دے

دکھلا دیر و حرم کا جلوہ کافر جام جہان نما دے

شب عیش و نشاط مین سحر کی آغوش مین غیرت قمر کی

چوتھی داستان

رخصت ہو کر جانا شاہزادۂ ماہ رخ کا ملکۂ رشک پری سے جانب ملک ماچین کے اور بیقرار ہونا ملکۂ رشک پری کا صدمۂ فراق شاہزادہ ماہ رخ مین۔

در پیش فراق کا قلق ہے اندوہ سے خامہ سینہ شق ہے

رعشہ کف دست مین ہے طاری اللہ رے قلم کی بیقراری

پانچون انگلیون مین تڑپ رہا ہے قرطاس پہ زلزلہ پڑا ہے

نیچا کیے سر قلم ہے گریان موتی کی پرو رہا ہے لڑیان

جہان سیہ نیم ماہ یکتا اُس برج مین نیم ماہ ٹھہرا

چھائی شب غم کی پھر اندھیری یہہ چاندنی بس تھی چار دن کی

پھر داغ جگر یہہ رنگ لائے بھولے ہوے بھائی یاد آئے

کی آنکھون سے اشک نے روانی چشمون نے بہایا بند پانی

مدہوش الم وہ ہوش رفتہ وہ منزل غم کا پا شکستہ

گم کردہ کاروان و منزل — کھویا ہوا آپ آپ سے دل
سونچا یہہ بجائے خود بفرہنگ — رخصت کا نکالیئے کوئی ڈھنگ
دل گو کہ ہے طالبِ حضوری — الفت کو پسند کب ہے دوری
ہے پاسِ وفا کو پردہ پوشی — گویائی کو شرم سے خموشی
لیکن ہے علاجِ درد منظور — مرہم کی تلاش بہرِ ناسور
پھر سوچ سمجھ کے عاشقِ زار — قدموں پہ گرا پری کے اکبار
پکڑے قدم پری لبشر نے — یہہ سمجھی کہ سر اُٹھایا شر نے
چاہا کہ لگائیے گلے سے — اُٹھا نہ وہ سر قدم تلے سے
بولا وہ بشر کہ قول کیجے — قدموں کے طفیل ہاتھ دیجے
بولی ترے ساز کی قسم ہے — اس ناز و نیاز کی قسم ہے
نازک بدنی ہے میری شاہد — گُل پیرہنی ہے میری شاہد
ہے گُل بدنی گواہ میری — گلبرگ تنی گواہ میری
غنچہ دہنی کی اپنی سوگند — اس کم سخنی کی اپنی سوگند
کاہش پہ نظر نہ کی ہماری — مُنہ تھک گیا اور زبان ہاری
محشر نہ بپا ہو سر اُٹھاؤ — حسرت سے ملو گلے سے آؤ
رو کر ہوا طالبِ اجازت — دل نے کہا جان سے کہ رخصت
استادہ سفر پہ شاہزادہ — افتادہ پری مثالِ جادہ
دلدار کو وان سفر کا آہنگ — یان رُخ سے پری کے اُڑ گیا رنگ
چلنے پہ تعین وہان وہ بیکس — یان آپ تو کیا نہ چل سکا بس

آمادہ سیکوچ واں وہ دلریش | یاں روح کو تن سے کوچ درپیش
واں ماہِ دو ہفتہ مایلِ سیر | یاں رشکِ پری کا حال تھا غیر
رفتار کے عزم کا وہاں ڈھنگ | خود رفتہ ہوئی یہاں یہ دل تنگ
واں جذبۂ دل کو شوقِ منزل | یاں قیدِ الم سے پاے در گل
واں تلووں میں شکلِ خار پیدا | آئینۂ دل میں یاں ہو پیدا
واں فکر کوششِ منزلِ چند | یاں سلسلۂ حیا سے پابند
واں فکر کہ اب چھڑاؤ داماں | یاں قصد کہ دست اور گریباں
واں پہلو میں دل لگا مچلنے | یاں رنگِ حنا لگا بدلنے
خاموش وہاں وہ کشمکش میں | بیہوش یہاں پری تھی غش میں
دل کھو کے پری کو ہوش آیا | دلدار کو سینہ سے لگایا
لپٹا کے گلے کہا مری جاں | اس جان کا رہے خدا نگہباں
چلنے میں مرے جو شر نہ ہوتا | ناموس کا کچھ ضرر نہ ہوتا
میں طفلِ سرشک سی مچلتی | سائے کی مثال ساتھ چلتی
رشتہ نہیں ہمدمی کہ ٹوٹے | کیا ساتھ ہوائی ہے کہ چھوٹے
کچھ ور و حواس ہے کہ جائے | کیا صبر بھی سوت ہے کہ آئے
دل نقشِ قدم نہیں کہ ٹھہرے | دم کیوں نہ رکے ہیں غم کے پہرے
دم اور یہ غم عدو ہیں باہم | کٹ جائے جو سر تو ہوں یہ ہمدم
آنکھوں سے پری نے ماہرخ پہ | یاقوت و گہر سے کیے نچھاور
پھر اپنا دکھا کر اُس کو زیور | بولی وہ نگارِ یاسمن بر

مین حلقہ بگوش ماہ رخ ہون | بالے کانون کے کیون نہ دیدون
بجلی دیکر کہا کہ جانی | بیتابیِ دل کی ہے نشانی
لیجا مرا موتیون کا مالا | اشکون کی ہے یاد دینے والا
دیکر اُسے طوق پھر وہ بولی | یہہ طوق ہے یادگارِ قمری
بولی زنجیر دیکے ناکام | الفت کا ہے پیشِ پا یہہ انجام
رخصت تیری اس انجمن سے | رخصت ہے بہار کی چمن سے
دلدار تو بن کے لے چلا دل | رکھنا الفت سے ہے یہہ بسمل
ہے جان مری یہہ دل نہین ہے | نازون کا پلا ہے نازنین ہے
مچلے یہہ تو گود مین بٹھانا | غش آئے تو زلف کو سونگھانا
روئے یہہ تو اس کو پیار کرنا | تڑپے تو گلے کا ہار کرنا
گھر اس کا ہے پہلو تپان مین | گھبرائے نہ یہہ نئے مکان مین
شہزادہ دلِ پری کو لیکر | دل اپنے عوض پری کو دیکر
رخصت ہوا آہ با دمِ سرد | ٹھنڈے ٹھنڈے چلا دمِ سرد
دلدارِ پری پری سے چھوٹا | دل ٹوٹ گیا پہ دم نہ ٹوٹا
دو درد مین کشمکش بہم ہے | دلدار کی یاد دل کا غم ہے
کہتی تھی اُدھر تو دل کو بھیجا | اب مُنہ کو ہے آرہا کلیجا
ہونے کو جگر بھی ہے دو پارا | ایجان کہین نکل خدارا
دلدادہ ہون آہ کیا کہون مین | بیدل کیونکر یہہ غم سہون مین
سینے پہ بجائے دل رکھا ہاتھ | کہنے لگی دل ترے خدا ساتھ

چھائی ہوئی چہرہ پر اداسی — صورت سے عیاں تھی بدحواسی
کھو اپنے حواس و عقل بیٹھی — بیٹھے ہوئے دل کی شکل بیٹھی
گو زیست سے لاکھ ہو خفا دم — نکلے کیونکر رکا ہوا دم

پانچویں داستان

حسد کرنا نرگس کا اس صحبت ماہ رخ و رشک پری پر اور چغلی کھانا اُس کور دین کا ملکۂ غیرتِ حور یعنے مادر رشک پری سے اور جانا ملکۂ غیرتِ حور کا باغ موسومۂ طلسم نادرین واسطے انکشاف حال کے

وا ہونے پہ ہے جو غنچۂ راز — خامہ کی ہے سرنوشت غماز
گردش کے جو آگئے کچھ ایام — ہونے لگا راز طشت از بام
نرگس تھی خواص اک نظر باز — چالاک شریر شوخ غماز
منظورِ نظر تھی عیب بینی — مرغوبِ زبان تھی نکتہ چینی
غیبت کرنا تھا کام اُس کا — لُتری ہی رکھا تھا نام اُس کا
رکھتی تھی حسد کا دیدۂ کور — چغلی کھاتی تھی وہ چغل خور
مادر کی طرف سے تھی وہ طرار — ناموس کے غنچہ کی نگہدار
واقف ہوئی راز سے وہ عیار — نادان نہ تھی جو رہتی غافل

بے دید نہ کر سکی خموشی
کن آنکھون سے کرتی چشم پوشی

خاطر شدہ مردہ انجمن سے
بردا شتہ دل چلی چمن سے

افسردہ دل و ملول و رنجور
پہنچی بحضور غیرتِ حور

سر خم کرکے برائے تعظیم
آداب سے عرض کرکے تسلیم

حرف آشنا لب کیے غرض سے
کھولے مدِ نظر کے عقد سے

کی عرض کہ اے جنابِ والا
اقبالِ حضور ہو دوبالا

آنکھون کی قسم پتا لگایا
لو زخمِ جگر کا چور پایا

اندھیر یہ چاندنی مین دیکھا
ظلمات کو روشنی مین دیکھا

اسلام سے کفر مجلس آرا
کعبہ سے ملا ہوا کلیسا

مسجد کی حدود مین خرابات
بیدون کے نقوش حرفِ آیات

ہے وردِ زبان جرس کو تکبیر
واعظ کی زبان بتون کی تفسیر

قاضی کی جبین پہ سرخ قشقہ
مفتی کا ہے سنبچہ کا نقشہ

تصویرِ صنم کی آرسی ہیکل
ہے گردنِ شیخ مین حمائل

دل کفر کا نور سے مجلّی
ہندو کی ہے آسنی مصلّی

زُنّار سے صوفیون کا رشتہ
گھر جا مین جرس بکف فرشتہ

قُطّاعِ طریق راہبر ہے
رہزن کے لباس مین خضر ہے

سجادہ نشین ہر ایک موبد
بتخانہ بنی ہوئی ہے مسجد

ناقوس بلب ہوا موذّن
زنّار بدوش پاک باطن

تسبیح بکف بتانِ پُرفن
انگشت بگوش ہے برہمن

سوسن ہے سجودِ بت مین بیباک | رخسارِ صنم ہی مصحفِ پاک
میلانِ پری دلِ بشر پر | کافر کا عمل خدا کے گھر پر
نرگس نے کہا بچشمِ پُرنم | گُل کا نہ پڑے چمن مین ماتم
بدلی ہوئی ہے ہوائے گلشن | اُڑتی نہ پھرے ردائے گلشن
رنگین نہ کہین ہو چادرِ گُل | خمیازہ نہ کھینچے شکلِ سنبل
مرجھائے نہ برگِ یاسمن بر | کملائے کہین نہ وہ گلِ تر
غنچہ نہ چٹک کے پھول ہوجائے | نیرنگِ چمن کو طول ہوجائے
ہو سُرخ نہ گل کی شکلِ دلان | تا چاک نہ چاک ہو گریبان
شبنم سی نہ آبرو کو کھوئے | اشکِ خجلت نہ مُنہ کو دھوئے
شمعِ خلوت نہ گُل فشان ہو | گویا پروانہ کی زبان ہو
ہم بسترِ خواب ہو نہ سبزہ | کھل جائے نہ کچھ نیا شگوفہ
ہر دم کی خلش نہ خار ہوجائے | گلچین نہ گلے کا ہار ہوجائے
ایسا نہ ہو جیسے یاسمن کی | کلیان کھل جائین پیرہن کی
ہون بلبل و گل کہین نہ ہمخواب | پیدا فتنہ کے ہون نہ اسباب
ہوجائے وہ گلبدن نہ داغی | پروانہ لے شمع سے چراغی
ڈر ہے کہ صبا نہ لے اُڑے راز | فتنہ ہے یہہ ایک فتنہ پرداز
اس مُشک کی بو کہین نہ مہکے | یہہ بلبلِ خوش نوا نہ چہکے
شبنم نہ ہو نذرِ پرتوِ خور | بیدھا جائے کہین نہ وہ دُر
لالے پہ کہین نہ اب پڑے اوس | گُل کا نہ کہین ہو خار پابوس

مل دل سے کہین وہ شوخ گلرو / باسی پھولون کی دے نہ خوشبو

آئے نہ کسوفِ شمس مین ماہ / اندھا نہ کرے یہہ باولی چاہ

برسے نہ صدف پہ ابرِ نیسان / قابض نہ پری پہ ہو پری خوان

ہو اب نہ یہہ روسیاہی روشن / گُل ہو نہ کہین چراغِ گلشن

سوسن کی زبان نہ طعنہ زن ہو / پامالِ خزان نہ یہہ چمن ہو

کانون پہ رکھے نہ ہاتھ شمشاد / انگشت بلب ہو سروِ آزاد

نرگس کی نظر سے گر نہ جائے / شبّو نہ اب اُنگلیان اُٹھائے

جوئی نہ ہو محوِ عیب جوئی / چنپا سے ملے نہ زرد روئی

رسوا نہ ہزار ہو گلون مین / ہو گُل کی ہنسی نہ بلبلون مین

گلچین نہ بجارِ باغ لوٹے / غنچہ نہ یہہ سر بمہر لوٹے

مجکو یہہ خیال ہے کہ یہہ راز / بے پردہ نہ ہو بہ پردہ ساز

داغِ عصمت نہ ہو جوانی / قصہ نہ کہین ہو یہہ کہانی

اُڑتی سی خبر جو اُس نے پائی / آندھی کی طرح سے کی چڑھائی

شعلہ سی بھڑک اُٹھی وہ / بجلی سی تڑپ تڑپ گئی وہ

گلشن مین گئی خزان کی صورت / دیکھا کہ وہ بت تھی غم کی مورت

محوِ حیرت نہ کچھ پری تھی / بارہ دری کو بھی ششدری تھی

ہے رشک سے اب تو غیر حالت / دل سے ہے دعا بصد لجاجت

یارب اسی شکل باز دے یار / مرزا کے گلے کے ہون کبھی ہار

وہ غیرتِ صد چمن ہر دو دوش / عاشق کی نہین بہارِ آغوش

روزی ہو وہ شب کہ زلفِ پیچان
بازو پہ ہو سر بسر پریشان
وہ جان ہو ہمکنار تن سے
دل تازہ ہو نگہتِ بدن سے

چھٹی داستان

پوچھنا ملکۂ غیرتِ حور کا ملکۂ رشک پری سے سبب افسردگی وخاموشی کا اور جواب دینا ملکۂ رشک پری کا بھولے پن سے ناواقفیت کا اور دریافتِ حال کرنا ملکۂ غیرتِ حور کا سوسن خواص رازدار سے اور بیان کرنا سوسن کا اک حکایت فریب آمیز اور واپس جانا ملکۂ غیرتِ حور کا کوہِ قاف کو

کرنا ہے سکوتِ بت جو تحریر
سکتے مین قلم ہے شکلِ تصویر
پیش آئی ہے سرنوشتِ تقدیر
گم صورتِ بت ہوئی ہے تقریر
دیکھا رشکِ پری کو خاموش
تقریر قلم نے کی فراموش
پہنا ہے جو خامشی کا جامہ
ترشی ہوئی ہے زبانِ خامہ
تحریر حروف کا ہے جو یا
خامہ کی زبان نہین ہے گویا
خاموشی سے اُسکی تنگ آکر
نادر نے کہا یہ طیش کھا کے
کیا ٹوٹی نصیبون پر قیامت
کیا آئی ہے دشمنون کی شامت

کس واسطے ایسی سرنگون ہے — اس پردے مین کونسا فسون ہے
کمبخت کہین لبون کو وا کر — زانو سے ذرا جبین جدا کر
منہ پھیر مری طرف اُٹھا سر — کیون مہرِ سکوت ہے لبون پر
کاکل کی طرح ہے کیون پریشان — کیون صورتِ آئینہ ہے حیران
رخ زرد ہے کیون ہے چشم نمناک — کل ہنستی تھی آج کیون ہے غمناک
کیون جوش پہ ہے سرشکباری — کیا غم ہوا ایسی جان طاری
چھوٹی ہوئی ہے جو رخ پہ مہتاب — کس شکل سے دل ہوا ہے سیماب
اُڑتی رخ پر ہوائیان ہین — ظاہر ہوتی بُرائیان ہین
پرزے پرزے ہے جیب و دامان — صد چاک ہوا ہے کیون گریبان
کعبہ رخ کو بنا دیا ہے — پردہ گیسو نے کیون کیا ہے
کس کی خاطر ہے سو پریشان — ڈالی الجھن مین کیون مری جان
گل برگ سے تر جو تھے لبِ تر — کانٹے سے پڑے ہین خشک ہوکر
گالون پہ یہ چھائی ہے اُداسی — دو پھول گلاب کے ہین باسی
بکھرے بالون نے رخ چھپایا — مہتاب پر ابرِ غم ہے چھایا
کس زلف کے پیچ کا ہے پھندا — بھولی سب کام کاج دھندا
آنکھین ہین کہین تو دل کہین ہے — حیرت سے نظر سوئے زمین ہے
کیا کھو گیا سوچ مین ہے کس کے — گم عقل ہے ایسی محویت سے
آسیب ہے جن ہے یا پری ہے — جادو ہے جنون ہے خودسری ہے
بے طور ہوئے یہ طور پیدا — کردے نہ یہ بیخودی زلیخا

آئینہ رخ ہوا ہے میلا ۔ سودے سے بنا ہے زلفِ لیلا

اے باؤلی چاہ مین نہ پڑنا ۔ پاداش ہے ایڑیان رگڑنا

تنگ آکے نہ جامے سے گزرنا ۔ حرمت پہ مری نگاہ کرنا

حالت غم سے ہوئی ردی ہے ۔ دیکھین قسمت مین کیا بدی ہے

پڑتا ہی نہین پری پہ سایا ۔ کھلتا نہین بھید یہہ خدایا

اس روزِ سیہ کے خوف نے تھا ۔ پُتلا مجھے وہم کا بنایا

بو گُل کی نہ تھی کبھی سونگھاتی ۔ بُلبل کو کبھی نہ تھی سُناتی

قُمری کی دکھاتی تھی نہ صورت ۔ پہناتی نہ ڈر سے طوقِ منت

گلشن مین جو بہر سیر جاتی ۔ صرصر کی طرح اُڑا کے لاتی

سوسن نے نہ سحر کر دیا ہو ۔ چُٹکلے سے نہ ہمزبان کیا ہو

نرگس کی نہ بد نظر لگی ہو ۔ شبنم کی طرح مٹے نہ رو رو

شہنائی بجا رہی تھی شبّو ۔ سُنتے سے نہ اُس کے گُل کھلا ہو

پرسش مین بہت کی گرمجوشی ۔ پایا نہ جواب جز خموشی

مان اُس کی جو تھی عقیل و ہشیار ۔ اس فن مین کمال تجربہ کار

سمجھی کہ یہہ عشق کے ہین نیرنگ ۔ لب خشک پڑی ہین زرد ہے رنگ

آنسو کہ جوابِ ہر سخن ہین ۔ گویا عوضِ لب و دہن ہین

حق حافظِ حرمتِ بشر ہے ۔ ناموس مین عشق رخنہ گر ہے

اس کلمہ سے پیچ و تاب کھا کر ۔ اُس رشکِ پری نے تلملا کر

پاسخ یہہ دیا مین غم کی ماری ۔ کیا جانون ہے کیا جگر فگاری

کیا چیز ہے عاشقی کا سودا — لیلا تھی کس طرح زلیخا
اے مادرِ مہربان خدارا — طعنون کا نہین جگر کو یارا
پاکر یہ جواب غیرتِ حور — کہنے لگی خوب چشمِ بددور
کب عشق چھپائے سے چھپا ہے — شب رَو کا سراغ نقشِ پا ہے
سمجھی دل مین کہ غیرتِ حور — پوشیدگی ظاہرا ہے منظور
جھنجلا کے خواصون پر نظر کی — فرمایا کہ خیر تمنے شر کی
چپ دیکھ رہی ہو کیا نئی ہے — خاموشی تمہاری دشمنی ہے
سوسن کہ خواص رازدان تھی — ہم عمر تھی اور ہمزبان تھی
بلوا کر اسے بہ صد بہانہ — منگوا کے دکھا کے تازیانہ
بہلا کے کبھی کبھی ڈرا کر — فرمایا قریب اسے بلا کر
سچ کہہ کیا رازِ دلبری ہے — اس شیشہ مین کونسی پری ہے
تھرا کے لرز کے خوف کھا کر — کی عرض ادب سے سر جھکا کر
دون وجہ بتا غمِ نہان کی — پاؤن جو امان اپنی جان کی
غارتگرِ روزِ لیلئے شب — سرمہ کشِ طورِ جلوۂ رب
کھولے ہوئے کاکلِ سیہ فام — صبحِ رخ کو کیے ہوئے شام
شانون پہ پڑے دراز گیسو — اور تا بہ کمر وہ عنبرین مو
رکھے ہوئے تاجِ ماہ سر پر — پہنے ہوئے زیورِ منوّر
انجم کی چنے جبین پر افشان — رخ شعلۂ نور سے فروغان
پہنے ہوئے حلۂ مکلّل — ڈالے ہوئے کہکشان کی ہیکل

اوڑھے ہوئے سر سے چادر نور — سر تا بہ قدم بنی ہوئی طور
زہرہ کا لیے چراغ برکف — ہمراہ لیے نجوم کی صف
گلزار مین مسکراتی آئی — شبنم کے گہر لٹاتی آئی
اُس شب (کہ تھی غیرتِ شب قدر) — اک ناز سے تھی وہ رو کشِ بدر
مہتاب مین ہر روش خرامان — پامال چمن چمن خیابان
تلوون مین نہ تھی حنا کی لالی — سبزے کا تھا خونِ پایمالی
کرتی ہوئی سیر ہر چمن مین — آئی وہ نگار انجمن مین
اک شمع نئی ہوئی تھی روشن — پرتو سے چمک رہا تھا گلشن
پروانے ہزار گر رہے تھے — اس شمع کے گرد پھر رہے تھے
پروانون مین تھی پری بھی شامل — جان بازون کے مشغلہ مین شاغل
کرتی تھی وہ شمع رو نظارا — اُن سوختہ دل جلے ہوؤن کا
پروانہ تھا اُن مین ایک خوش رنگ — تھی شکل پر اُس کی انجمن دنگ
بےمثل یگانہ اور یکتا — تھا شمع کی جان وہ پتنگا
بیتاب تھا بےقرار بےچین — تھی شمع کی اُس سے زینت و زین
بیباک تھا اپنی خودسری سے — فی الفور لپٹ گیا پری سے
شفاف و صفا وہ لوحِ سینہ — پروانہ تھا اُس پہ یا نگینہ
جادو تھا کہ سحر یا فسون تھا — آسیب تھا عشق یا جنون تھا
آتا نہین کچھ سمجھ مین کیا تھا — کیا جانیے کون سی بلا تھا
گرتے ہی گیا پری کو بے ہوش — اُٹھتے ہی ہوئی وہ شمع خاموش

اب شمع صفت پگھل رہی ہی — پروانہ کی شکل جل رہی ہے
کھلتا نہین کس مین مبتلا ہے — سایہ ہے نظر ہے بد دعا ہے
یا سہم گئی ہے ڈر کے دلبر — کچھ دل ہی بگڑ گیا دہل کر
اس مین نہین کچھ غلط بیانی — سن لیجیے اور کی زبانی
یون تو ہون حضور کی خطاوار — جو دیجیے سزا وہ ہے سزاوار
شک یہہ فسانہ غیرت حور — پردے کی نظر سے ہو کے مجبور
کچھ سوچ سمجھ کے دل مین دانا — کہ قاف کو ہو گئی روانا

ساتوین داستان

شرارت آمیز گفتگو سوسن کی ملکہ رشک پری سے درباب سیر بوستان اور ملکہ رشک پری کا جلکر کوسنا گلشن کو صدمہ ہجر دلدار مین

گلشن کو جو کوسنا ہے منظور — خامہ کی زبان زبان رنجور
قینچی سی ورق پہ چل گئی ہی — کیا کیا نئے گل کتر رہی ہے
ہر حرف کی دھجیان اڑائین — ہر لفظ کی ردیان بنا دین
مضمون کے وہ لیے ہین لتے — اڑتے ہین جو خزان کے پتے
گلچین کا الم تو گل کا غم ہے — خامہ کی زبان یہان قلم ہے
سوسن نے کہا پری سے خوش ہو — کیون کرتی ہو اب ملول دل کو
قصہ وہ فریب کا نکالا — سر پر سے اجل کو ہنسکے ٹالا

منہ مین نرگس کے خاک ڈالو — سوسن کی زبان کو دعا دو
حسرت نکلی آپ کی مری جان — اُٹھو چلو پھر نکالین ارمان
ہان دورِ شرابِ ناب ہو پھر — تسکینِ دلِ کباب ہو پھر
گلشن کی چلو بہار لوٹین — آزاد ہون قیدِ غم سے چھوٹین
نرگس کی نظر کا خار ہون پھر — رشکِ گلِ نو بہار ہون پھر
پھر سونگھین چلو گلِ وریاحین — ڈھونڈین کوئی اور تازہ گلچین
دیکھین کوئی رنگ اور جہان کا — اُلٹین ورق اور بوستان کا
ہے لطف اسی مین زندگی کا — درمان ہو جدید ماندگی کا
دنیا مین بہت پری بشر ہین — اکثر ہوئے ایسے خیر وشر ہین
جھنجلا کے کہا پری نے کمبخت — تیرا سا کہان سے لاؤن دل سخت
خوش آتی نہین یہہ خوش بیانی — بدبخت یہہ تیری بدزبانی
شوخی یہ تری غضب خدا کا — غم پاس نہ تیرے ہوکے نکلا
پروے مین گلون کے آبلون کو — دکھلاتی ہے حیف دل جلون کو
جھاڑو پھر جائے اس چمن مین — خاک اُڑنے لگے اس انجمن مین
صرصر کے کچھ ایسا پیچ مین آئے — پتّا پتّا چمن کا پتّاسے
لالے کے لگاؤن منہ کو لوکا — بید مجنون کو بھی ہو سوکھا
سبزہ ہو جائے وقفِ پامال — یارب کہین سرو کی کھنچے کھال
بجلی گُل کی گرے ہنسی پر — غنچہ کا لہو چاندنی کا داور
گلشن مین پڑے کہین تباہی — سینے جھلکین بھاڑ مین الٰہی

ہر شاخ شگوفہ کی قلم ہو
روزِ فردا کا دورِ غم ہو

الجھے یارب یہ عشقِ پیچان
سنبل ہو جائے مو پریشان

بیل اسکی منڈھے نہ چڑھنے پائے
انگور کی تاک جھانک جائے

اس آبلہ شکل سے ہون جلتی
بگڑے خالق یہ چڑھ کے بھٹی

مہندی کی روش نے خون رلایا
رنگ اس کا نہ اب جمے خدایا

سوسن کی زبان جڑ سے کٹ جائے
بدگو غیبت کا اپنی پھل پائے

آنکھین نرگس کی پھوٹ جائین
چھلکے گلچین کے چھوٹ جائین

صبر ایسا پڑے گلون کی جان پر
چھلکتے رہین تربتِ بتان پر

اڑ جائے چمن سے نامِ بلبل
مٹ جائے کہین یہ قصۂ گل

جائے گل کاش خار نکلے
کچھ تو دل کا بخار نکلے

قمری پہ خدا کرے یہ بیداد
پیوند زمین ہو سروِ آزاد

بیت پڑے گھرین بلبلون کے
جھلسا لگے منہ کو ان گلون کے

چولھے مین پڑین یہ خاک بنیاد
شمشاد ہو یا کہ سروِ آزاد

کیڑے پڑ جائین ہر ثمر مین
باندا لگے ایک اک شجر مین

گلشن مین الٰہی آگ لگ جائے
جل جل کے یہ گل چراغ کہلائے

مرغانِ چمن ملال ہو جائین
مرمر کے یہ پائمال ہو جائین

آنسو کی طرح ٹپک ٹپک کر
شبنم اڑ جائے سر پٹک کر

مردم کی نظر سے ہو کے نہان
چشمہ ہو جائے آبِ حیوان

پھل پھول کے بار بار ہو جائین
انسان کی نظر مین خار ہو جائین

اے چرخ ستم کر ایسا ایجاد — گلزار کی خاک تک ہو برباد
دامِ صیاد کو رسا کر — بلبل کو قفس سے آشنا کر
غنچہ کا دہن ہو پُر زِ بیداد — سوسن کی زبان پر ہو فریاد
گُل شمع ہو بعدِ روسیاہی — شمعِ مدفن بنے الٰہی
اُجڑے گلشن یہہ نام مٹ جائے — دشت و یران یہہ باغ کہلائے
گلزار وہ انقلاب کھائے — دستِ گلچین مین خاک آئے
پلٹے وہ خزان اس انجمن مین — آئے نہ بہار پھر چمن مین

آٹھوین داستان

روانہ ہونا شاہزادہ ماہ رخ کا طرف ماچین کے اور پہنچنا باغ ملکۂ مہر انگیز مین عاشق ہونا ملکۂ مہر انگیز اور دلارام خواص کا شاہزادہ پر دیوانہ بننا شاہزادہ کا اور راز ظاہر کرنا دلارام پر پھر روانہ ہونا شاہزادی کا طرف ملک واقاف کی واسطے انکشاف حال اسکے

ہان خامۂ گلفشان روان ہو — یہہ دشت نمونۂ جنان ہو
چلنے مین ہے ہمتِ قلم پست — صفحہ ہے کہ وادیِ کفِ دست
خامے سے جو کی شگوفہ کاری — صحرا مین ہے موسمِ بہاری
راہِ مقصود پیشِ پا ہے — یون پائے قلم روان ہوا ہے

وہ رونقِ کارگاہِ ہستی | اوجِ دہ شرفِ بلند و پستی
وہ عشق کا مبتلائے آلام | شہزادہ وہ ماہ رخ گل اندام
وہ بادیہ گردِ رہ نوردی | آگے کو بڑھا بپائے مردی
راہی ہوا راہِ شوق میں تیز | تھا روزِ فراق اُس کا شبدیز
اک بت نے تھے لئے دل و جان | قالب چلتا تھا بیدل و جان
رہرو تھا طریق بے کسی میں | رہبر ہوا شوق بے بسی میں
کٹتے میں پہاڑ تھا بیابان | رشکِ کفِ دست تھا وہ میدان
کھانا وہاں داغ تھا جگر کا | پینے کو وہاں تھا آبِ زہرا
کھا کھا کے وہ زخمِ دل تھا جیتا | پانی کر کے لہو تھا پیتا
سرگشتگی سے بگولہ آسا | چکر میں وہ راہ کے پڑا تھا
آزار اُٹھا کے سو طرح کا | جنگل چل پھر کے اُس نے کاٹا
طے کر کے وہ وادیِ بلاخیز | پہنچا بسوادِ شہر انگیز
آیا جو قریبِ شہر دیکھا | اک قلعہ نیا نیا تماشا
ہر کنگرہ آدمی کی صورت | ہر چہرہ سے آئینہ کدورت
سر دیکھے بھائیوں کو رویا | قسمت کی بُرائیوں کو رویا
رو رو کے ہوا وہ داخلِ شہر | لائی اُسے چشمِ تر لبِ نہر
اُس پانی میں گردِ رہ بہائی | یوں نہر کی آبرو بڑھائی
دن بھر تو پھرا کیا وہ ناکام | پہنچا اک کوچہ میں سرِ شام
سوچا کہ شب اس طرح بسر ہو | تا صبح بلا نہ کوئی سر ہو

اک پیر سے ہو گئی ملاقات | گھر مین اُسے لا کے کی مدارات

بانو سے ضعیفہ زوجۂ پیر | اولاد کی فکر سے تھی دلگیر

شہزادہ سے بولی ہو کے خورسند | مادر مجھے گر کہے تو فرزند

آنکھون مین عزیز ہو تو اگھر | پُتلی سا تو رہ بہ دو پھر اکر

رونق گھر بار کی مرے ہو | زینتِ دلِ زار کی مرے ہو

پہ دیر ابھی بسکہ تھا دہ پھیر | ناچار کیا یہہ قول منظور

آخر وہ گلِ شگفتہ خندان | رہنے لگا جیسے دل مین ارمان

کرتا پھرتا تھا سیر دن بھر | اُس شہر کی مثلِ مہرِ انور

تارے گنتا تھا شب کو گھر مین | وہ ماہ محبتِ قمر مین

سودا جو تھا خلط آب وگل مین | آیا یہہ خیال اُس کے دل مین

ایوانِ سکندری کو دیکھو | دیوانہ کی خودسری تو دیکھو

نکلا گھر سے جو حوصلہ سا | اقبال سا پیشِ قلعہ آیا

چارون طرف اک نظر سے دیکھا | پرکار کی شکل پھر کے دیکھا

دیکھی جو نہ راہ کی کوئی شکل | کھوئے گئے ہوش گم ہوئی عقل

چشمہ آنکھون نے اک دکھایا | آنسو کی طرح اُمنڈ رہا تھا

وسانہ کا دافعِ کدورت | لبریز تھا جام مے کی صورت

ہر گل کو تھی دل سے چاہ اُس کی | گلشن سے تھی رسم و راہ اُس کی

سوچا ہے تلاش راہ بیکار | اس فکر مین ہو عبث گرفتار

یہہ نہر جو اشک سی بہی ہے | اک سہل طریق رہروی ہے

غوطے یمِ فکر مین نہ کھاؤ | غوطہ اسی نہر مین لگاؤ

تشنہ سا کنارِ نہر آیا | ملبوس کو میل سا اُتارا

پوشاک نے جب کیا کنارا | پردے کو تھا پاٹ کا سہارا

موتی سا تن آب مین نہایا | پانی نے حباب سا بہایا

لہرین موجون کے ساتھ لیکر | پہنچا گلشن مین وہ گلِ تر

اک سو چمن مین اُس نے سرو دیکھا | اک وجد مین وان تدرو دیکھا

پتون سے قمر کا نور چھن کر | گرتا تھا صحیفۂ چمن پر

فراشِ جنان نے یا خدایا | کمخواب کا فرش تھا بچھایا

لالہ پہ تھی شبنمِ مقطّر | یاقوت پہ یا جڑے تھے گوہر

جگنو نہ تھے نہر کے کنارے | چھٹکے ہوئے تھے زمین پہ تارے

نزہت پہ چمن کی ہو کے شیدا | طاؤسِ خیال ناچتا تھا

نظارہ ہوا تھا محوِ بیحس | چشمِ بینا تھی چشمِ نرگس

کیونکر ہو بیانِ وصفِ گلشن | مُنہ مین ہے مرے زبانِ سوسن

بوٹا سا وہ غیرتِ صنوبر | وہ سروِ روان نہال ہوکر

گلگشت مین تھا چمن چمن کی | تھی گُل کو تلاش گلبدن کی

کہتا بزبانِ قہر آمیز | قاتل ہے کہان وہ مہر انگیز

دیکھا تو نشان نگین کو دیکھو | انگشتری کے نگین کو دیکھو

کاہش لیے خواہشِ نہان کی | کرتا ہوا سیر بوستان کی

پہنچا ایوان کے جب برابر | اک بچ مین دیکھا ماہ پیکر

عیشِ دل و راحتِ نظارہ — اقبال کی یا جبین کا تارا

حُسنِ رخ کا یہہ پرتو اتھا — ہر پایہ ستون تھا روشنی کا

اللہ رے حسن کا اوجالا — ہر حلقۂ در بنا تھا ہالا

دل کر دیا نذر اک نظر مین — اک درد لیا نیا جگر مین

اُس مہر کا ماہ کر کے دیدار — دن کی صورت پھرا گرفتار

چھپ چھپ کے نظر بچا بچا کے — آہستہ قدم بڑھایا آگے

دیکھا لبِ نہر کنجِ اشجار — آرایشِ نہر حسنِ گلزار

غنچہ مین بہار سا گیا وہ — اک نخل پہ پھول سا چڑھا وہ

پتّون مین چھپا ثمر کی صورت — پیدا نہ ہو تا کہ شر کی صورت

دلبر تھی خواص ایک کم سن — ڈر جانے کی عمر خوف کے دن

جامِ زرین لیے وہ دلجو — پانی لینے گئی لبِ جو

سایہ پانی مین ایک دیکھا — لہرین لہرون مین لے رہا تھا

پانی مین تھا آدمی کا سایا — دلبر کے لیے پری کا سایا

چشمہ سے وہ خالی ہاتھ پھر آئی — پانی آنکھون مین ڈر کے بھر لائی

رفتار کی پائی جو نئی چال — پوچھی ہر اک نے صورتِ حال

گھبرائین خواصین دیکھہ گریان — زلفون کی طرح ہوئین پریشان

چھاتی سے لگا لیا کسی نے — رخ پر بوسہ دیا کسی نے

چمکار اکسی نے پیٹ ٹھونکی — دیتی تھی اوسے دلاسا کوئی

گیسو جو پڑے ہوئے تھے رخ پر — کرتی کوئی شوخ تھی برابر

گودی مین کوئی اُسے اُٹھاتی — تھی اوڑھنی کوئی اُڑھاتی
آنکھون سے کسی نے پونچھے آنسو — چھڑکے ہے کیا غبار یکسو
پھولا ہوا اُس کا دیکھکر دم — کرتی نادِ علی کوئی دم
صورت جو غشی نے کچھ دکھائی — اک طاق سے شیشہ جا کے لائی
کیوڑے کو گلاب مین ملایا — چھینٹے دیکر اُسے پلایا
باہم کرنے لگین یہہ چرچا — چشمے کا بدل گیا ہے نقشا
لائی جب ہوش مین طبیعت — شہزادی سے عرض کی حقیقت
بولی دلبر سے مہر انگیز — سامان ہو گیا یہہ وحشت انگیز
کیسا تھا یہہ غش کہا کہ ہیبت — پوچھا کہ سبب کہا کہ دہشت
نیرنگ قضا عجیب لائی — اِن آنکھون سے اپنے دیکھ آئی
چشمے مین کوئی سما گیا ہے — ہمزاد کوئی نہا رہا ہے
مچھلی کی طرح ہے بیقراری — اک دم مین اُسے ہزار باری
شعلہ کی طرح سے ہے بھڑکتا — آئینہ سے ہے آب مین جھلکتا
زاید نہین عرض کی ضرورت — دیکھے کوئی جا کے اُس کی صورت
میرا ہی سا اُس کا حال ہوگا — جینا اُس کو وبال ہوگا
دیکھے دلبر کے جب یہہ نیرنگ — حیرت سے وہ شوخ ہو گئی دنگ
رعنا سے کہا کہ جا خبر لا — پالی کیسا یہہ رنگ لایا
اک دم مین گئی وہ اور آئی — یہہ شستہ زبان زبان پہ لائی
پانی مین ہے عکس آدمی زاد — صورت مین بشر وہ ہے پریزاد

یہ سُن کے طبیعت اُس کی لہرائی | اُس شکل کے دیکھنے کو للچائی
انداز سے پھر اُٹھا کے داماں | مشتاق اُٹھی چلی خراماں
تھے چاہ کے دان جو کچھ اشارے | پہنچا دیا شوق نے کنارے
دیکھی جو بچشم اپنی تقدیر | آبی شیشہ میں شکل تصویر
گھبرا کے کہا کہیں خدایا | ہمزاد کا میرے ہو نہ سایا
چمکا مری نہر کا ستارا | پانی دیکھو بنا ہے تارا
یا مردمِ چشم نہر کا ہے | طرفہ گلِ نیلوفر کھلا ہے
ہوتا یہی ظاہرا ہے روشن | پانی میں ہے برق پرتو افگن
کس مہر کا عکس یہہ پڑا ہے | کس چاند نے کھیت یہ کیا ہے
بیتابی دل سے ہوکے بیتاب | رعنا سے کہا بچشمِ پُرآب
جس سرو کا یہہ پڑا ہے سایا | اُس سائے کے سرو کو ابھی لا
ایما کو سمجھ گئی وہ دانا | نکلی تبلاشِ سروِ رعنا
ہر شاخ میں ڈھونڈتی تھی سو سو | ہر پھول کی سونگھتی پھری بو
پتے پتے میں ڈھونڈ ڈالا | اُس پھول کو ڈھونڈ کر نکالا
اُس کنجِ شجر میں شکلِ بلبل | اُس غنچہ میں صورتِ زرِ گل
پوشیدہ پری بشر کو دیکھا | جلوہ گستر قمر کو دیکھا
اک ہاتھ میں اُس کا لے لیا ہاتھ | مجرم کی طرح سے لے چلی ساتھ
ایوان میں اُس کو لیکر آئی | اُس ماہ کو مہر پاس لائی
دیکھا تو جوان تھا سرو قامت | کافر تھی ہر اک ادا قیامت

رنگ اپنا جو مہر نے جمایا
وہ مہ دلِ مہر مین سمایا

کہنے لگی دل مین چشمِ بد دور
صورت ہے کہ پڑھیئے سورہ نور

اک مہر سے بولی مہر انگیز
کیون حال ہے تیرا درد آمیز

حالت ہوئی تیری کیون دگرگون
کس شکل کا تو بنا ہے مجنون

سودائی ہے کس حسین شئے کا
ہے نشہ یہہ کس طرح کی مئے کا

کس قطع کا دل فریفتہ ہے
کس وضع کی جان شیفتہ ہے

کس سر کی بلا ہوئی ترے سر
کس زلف کے پیچ سے ہے مضطر

دیوار کو در کو تک رہا ہے
اک ایک حسین کو گھورتا ہے

ہشیار ہو کچھ تو منھ سے بولو
کیا قصد ہے خیر سے کہو تو

کیونکر آئے ہو راہ پاکے
ہاتھون سے جنون کے یا قضا کے

اب دستِ جنون سے بچ کے سمجھو
پنجے مین قضا کے پھنس گئے ہو

کیا کام یہان ہے تیرا خود کام
کیا نام ہے کچھ نشان دے گمنام

یہہ سن کے وہ سوختہ دل مین جانکاہ
بچنے کی نکالیے کوئی راہ

دانائی نے کی جو غمگساری
دیوانہ بنا بہ ہوشیاری

کرنے لگا وحشیانہ تقریر
کہنے لگا دل مین ہو کے دلگیر

سنیئے مرے دل کی حالتِ زار
سودے کا ہے نقدِ دل خریدار

عنقا سے لڑی نظر ہماری
رہتی ہے ہما کی یادگاری

دیکھا ہے مین کیا کہون کہ کیا کیا
آنکھون مین تماشا پتلیون کا

اشیا کا ذخیرہ مہربان ہے
یہہ حسن فروش کی دکان ہے

ہے جنبشِ لب کا مجھکو آزار — تصویر کی خامشی ہے درکار

لونڈی کی بھی ہے مجھے ضرورت — گر تم مین ہو کوئی خوب صورت

تقریر کرو نہ اس مین تحریر — باتین کرتی ہوئی ہو تصویر

سودا کرو نقد دام لے لو — جو تم مین حسین شئے ہو دیدو

اُس گل کی تھی اک خواص گلفام — آرامِ دل و جگر دلارام

بولی کہ سُن اے مری دلارام — دیوانہ ہے میرے دل کا آرام

پیاری مرے دل کا ہے یہ پیارا — آنکھون کا سمجھ اُس کو تارا

پھولون کی طرح اُلٹ پلٹ کر — رکھنا اسے صورتِ گلِ تر

مہمان ہے ہدیۂ خدا ہے — مجبور ہے رحم کی یہ جا ہے

شکوہ نہ شکایتِ جفا ہے — پابند وفا نہ بیوفا ہے

دیوانہ ہے سراسرِ آزار — قمری کی طرح سے رکھ اسے یار

مجنون ہے کرے جو یاد لیلا — شیرین صفتی سے دے دلاسا

فرہاد صفت نہ تیش کھائے — جانِ شیرین نہ یہ گنوائے

دیوانون کے طور پر نظر بند — رکھنا اسے گھر مین بند در بند

قسمت سے بنے جنون کے بہانے — قید اُس کو کیا کھلے خزانے

تھی موجِ ہوائے شوق زنجیر — خمیازۂ کاکلِ گرہ گیر

پیوستہ بجائے طوقِ آہن — تھا حلقۂ زلف طوقِ گردن

بیڑی گردابِ بحرِ اُلفت — جاگیر وثیقۂ محبت

آسان ہوئی سختیِ اسیری — ہتکڑیون نے کی جو دستگیری

مہمان تھا نیا نیا تھا سامان | تھا بند مین جسم درد مین جان
شورش کے خیالِ پُر خطر سے | پابند تھا قید کی نظر سے
اُلجھن مین یہہ پڑ گئی تھی اُلجھن | پائے رفتن نہ جائے ماندن
وان فکر رہائی مین وہ یکچند | اندھون کی طرح رہا نظر بند
ہاتھ اک تہہ سنگ اک گلو گیر | اک پائون بگل تھا اک بہ زنجیر
تکلیف سہی پڑی اُٹھائی | سختی جھیلی کڑی اُٹھائی
زندان مین رہا وہ شاد ہوکر | زنجیر کا خانہ زاد ہوکر
تھا مہر کے بس مین بیبسی سے | رہنے لگا ماہ بیکسی سے
پیدا ہوئی صورتِ رہائی | قسمت سے نصیب نے بنائی
شہزادے کی زلفِ دام در دام | دامِ دلِ مضطرِ دلارام
آخر ہوئی صبر کی رفاقت | باقی رہی ضبط کی نہ طاقت
کہنے لگی ماہ رخ سے گلفام | مین تیری ہون تو میرا دل آرام
وارفتہ کیا ترے جنون نے | سرگشتہ کیا ترے فسون نے
میرا دلِ مبتلا تری عقل | جاتے رہے دونون صبر کی شکل
خواہش سے جگہ جو دل مین پائون | مانندِ زمانہ رنگ لائون
جیتون مین فلک کی شکل بازی | قسمت سے کرون مین کارسازی
تقدیر یون ہی ہوئی ہے جاری | مین دل کی طرح سے قول ہاری
سمجھا شہزادہ گل اندام | عاشق ہوئی یہہ خواصِ خودکام
حیلہ ہے نہ ہے زمانہ سازی | کھلتا ہے یہہ رنگ عشقبازی

باتون سے ہے بوے داغ پیدا — جلتا ہے دلِ کباب شیدا

موقع یہہ عجب نہین کہ پاے — صورت بگڑی ہوئی بنا لے

بولا کہ سن اے خواصِ دانا — کہنا ترا دل سے مین نے مانا

گردن سے جو بندِ دام نکلے — ارمان کے ساتھ کام نکلے

ہشیارون کی گفتگو جو پائی — خوش خوش یہہ سخن زبان پہ لائی

اے بار خدا ہے شکر تیرا — مجنون نہین ہے قیس میرا

مہرخ سے کہا سن اے گلِ تر — لونڈی ہون تری کنیز بے زر

آنکھون سے اگر اشارہ پاؤن — تارے مین فلک کے توڑ لاؤن

مہرخ نے کہا سن اے دلآرام — شہزادہ عجم کا ہون مین ناکام

مقتول ہوئے ہین میرے بھائی — ہے خواہشِ انتقام لائی

کیسا ہے سوالِ مہر انگیز — کیا اُس کا جواب ہے دل آویز

جب سنکر یہہ کلامِ وحشت انجام — تشویش زدہ ہوئی دلآرام

اک سوچ مین سرنگون ہوئی وہ — گم ایسی ہوئی کہ کھو گئی وہ

پھر دل کو سنبھال کر بمشکل — بولی کہ کدھر گیا ترا دل

کس غم مین ہوا ہے مبتلا تو — کس خام خیال مین پڑا تو

درپیش ہے ہفت خوانِ رستم — ہے جان کے جانے کا مجھے غم

سرگشتہ پھرے گا قاف تا قاف — جانا تجھے ہوگا ملک واقاف

عقدہ یہہ وہان کھلیگا جا کر — اس عزم سے باز آ تو بہتر

مت جانِ عزیز کو گنوا تو — آفت مین نہ آپ کو پھنسا تو

اس راہ کی وہ کڑی ہے منزل
وان جل کے دہوان ہوا ہے بادل
پستی مین فلک زمین وہان ہے
وان فکر کو بھی نہین رسائی
آفت کا قنات ہے اندہیرا
ظلمت کے وہین پڑے ہین ڈیرے
آفات کے وان گڑے ہین جھنڈے
دیکھا نہین وان ہوا کو چلتے
شیرون کی وہان چلی نہ شیری
ویران کرو خانۂ سلاسل
حاضر ہے یہان جو ہو ضرورت
کُھلنے کا نہین کسی پہ یہہ راز
بیخوف رہو ضرر نہ ہوگا
ضامن ہون کسیکا ڈر نہین ہے
خواہش یہی جستجو یہی ہے
ہر شب تو بغل مین اے قمر ہو
گلرخ نے دیا جواب ہنسکر
انسان اگر نہ ہو ہراسان
شامت سے نہ آئین گر برے دن

درپیش ہے وہم کو بھی مشکل
وان پائے خیال ہوگئے شل
سختی مین زمین آسمان ہے
جا کر نہ کبھی نظر پھر آئی
ظلمات کا مات ہے اندہیرا
وان خضر کے بھی ہوئے نہ پھیرے
عاہات کے بج رہے ہین ڈنکے
ہین موجِ ہوا کے بل نکلتے
دل باختہ ہے وہان دلیری
آباد کرو یہہ خانۂ دل
پوشیدہ رہو نگہہ کی صورت
سوسن بھی یہان نہین ہے غماز
اندیشہ کا یان خطر نہ ہوگا
یان وہم کا بھی گزر نہین ہے
حسرت یہی آرزو یہی ہے
کس عیش سے زندگی بسر ہو
ہوتے نہین سخت کار مضطر
دشوار ہو سہل مشکل آسان
ممکن ہے کہ ہو محال ممکن

کاکل کی زکات ہے اندھیرا — عاشق کی برات ہے اندھیرا
ہمت سے کمر جو کس کے باندھون — گردون کے ابھی دھوین اڑادون
موقوف اگر رہے تو بہتر — ارمان ترے دل کا واپسی پر
تشویش مین لطفِ وصل کیا ہے — وصل پسِ ہجر کا مزا ہے
گو آج مین ہوش سا ہون جاتا — تقدیر سا کل پلٹ ہون آتا
بولی وہ خواص خیر جاؤ — پر غم کی طرح ستم بھی کھاؤ
خواہش رہی جو کہ اب ادھوری — ہنگامِ مراجعت ہو پوری
مہرخ نے کہا کہ بے تامل — بیتاب نہ ہو تو شکلِ بلبل
سوگند ہوا نہین کہ کہاؤن — مین وقت نہین کہ پھر نہ آؤن
سنکر یہہ کلام ہو کے دلشاد — اُس گل نے کیا وہ سروِ آزاد
شہزادہ نے جب قدم اُٹھایا — غش صبر کے بدلے اُسکو آیا
زنجیر سے کہہ کے خانہ آباد — زندان سے چلا وہ خانہ برباد
گلچین کی طرح سے شاد گلرو — نکلا گلشن سے صورتِ بو
ماچین سے اُٹھا جو آب و دانہ — اک سمت کو ہو گیا روانہ
یا قسمت و یا نصیب کہکر — راضی برضائے یار رہکر

نوین داستان

بیقراری ملکہ رشک پری کی ہجر محبوب مین اور نامہ لکھنا اُسکا ماہ رخ کو اور روانہ ہونا سوسن کا قاصد بنکر تبلاش شاہزادہ

ہاں اے مرے غم نگار خامہ — پُر درد و رقم ہو درد نامہ
مضمونِ جدید ہوں قلم بند — اہلِ قلم جہاں ہوں دم بند
کلکِ خونبار سینہ بریاں — ہو دردِ فراق سے جو گریاں
لعل و یاقوت ہوں دُرِ اشک — کھائیں عدن و یمن بہم رشک
ہاں خامۂ سینہ شق ہو تحریر — احوالِ جگر فگار و دلگیر
وہ آتشِ ہجر کی سمندر — بحرِ غم و درد کی شناور
وہ ماہیِ آبِ خنجرِ غم — بے آب وہ ماہیِ لبِ یم
وہ دردکشِ فراقِ محبوب — وہ باختہ دل حواس مسلوب
وہ دلبرِ دلربائے مفتون — وہ لیلیِ دلنوازِ مجنون
وہ یوسف چاہِ غم زلیخا — یعنے رشکِ پریِ شیدا
وہ رشکِ مہِ دو ہفتہ طلعت — کاہش سے ہوی ہلال صورت
ازبسکہ جنوں کی ابتدا تھی — نامحرمِ محرم و ردا تھی
سر پاؤں سے تھا نہ کچھ سروکار — آزار سے خوش خوشی سے بیزار
بے ناز و نوا تھی بے سر و برگ — کرتی تھی مدام دعوتِ مرگ
بے صبر تھی بے قرار بسمل — بیتاب تھی بدحواس بیدل
ناجنس کی دل میں تھی محبت — ہمجنس سے ہو گئی تھی نفرت
اک زلفِ بتاں سے سلسلہ ملا تھا — زنجیر کا اُس کو حوصلا تھا
ہالہ فگن گلو تھی چاہ — تھی حلقہ بگوشِ طوق وہ ماہ
آنسو صفتِ قنا تھے جاری — ہر آنکھ تھی ابرِ نو بہاری

وہ پھول سا رخ لیے تھا زردی — یاقوت سے لب تھے لاجوردی
تھی صورتِ چشم آپ بیمار — سرتا بہ قدم تھی شکل آزار
مانندِ کمر وہ کھو گئی تھی — خود اپنی قسم وہ ہو گئی تھی
خود جلتی وہ اور کو جلاتی — آہن کو تھی موم سا گلاتی
بیٹھی وہ اگر تو نقشِ پا تھی — پھر اُٹھنے کے نام سے خفا تھی
اک حشر کیا تو جب کہ اُٹھی — طوفانِ بلا اُٹھا کر اُٹھی
کھاتی تھی غم و الم خوشی سے — یا اُس کو غم و الم تھے کھاتے
رہتی تھی لہو کے اشک پی کے — یا اشک لہو تھے اُس کا پیتے
طعنے سُنتی تھی سب کے خاموش — گویا کہ نہ رکھتی تھی لب و گوش
بے شور دہن تھا دل تھا پرشور — زندہ تھی مگر وہ زندہ در گور
کہنا نہ کبھی کسی کا مانا — وہ اک طرف اک طرف زمانا
شکوہ زندان سے تھی یہہ کرتی — میرے ہی لیے نہ کیا جگہہ تھی
وحشت سے کہا تو ہی خدارا — تکلیف کر اس قدر گوارا
جا کر بحضورِ عشقِ خودکام — پہنچا یہہ پسِ سلام پیغام
حضرت کی جو ہے کنیز جانسوز — اُس سوختہ جان کو ہر شب و روز
یہہ غم ہے یہہ رنج ہے یہہ افسوس — سامان جنون ہوا نہ پابوس
ان پاؤن مین بیڑیان نہ پڑنا — بے لطف ہے ایڑیان رگڑنا
بیڑی ہی زنجیر طوقِ آہن — یا زیبِ جنون ہے حسنِ گردن
بیڑی ہے نہ طوق ہے نہ زنجیر — پابندیِ رسم ہے گلوگیر

ہے گشتہ زمانہ کی طرح ہے | دنیا کی بھی کیا نئی طرح ہے
اس جور نے (جو کہ تھا مرا کام) | میرا ہی تمام کر دیا کام
کیوں ہوتے صنم ہیں جور پیشہ | اک دن یہی دل یہی ہے تیشہ
بیکار ہے اب یہ سب پس و پیش | مشت پس جنگ و کلۂ خویش
عبرت ہو بتانِ دل شکن کو | در پیش ہے چاہ چاہ کن کو
کس سے کہوں آہ کیا ہے در پیش | قہرِ درویش و جانِ درویش
اک دل مرا اور یہ درد بیحد | سنگ آمد و آہ سخت آمد
جیسا مرا دل ہوا ہے دشمن | من دانم و داند این دلِ من
نیرنگِ جنوں یہ رنگ لایا | نقشہ تصویر کا جمایا
مویاں سے بال کچھ نکالے | پالے ہوئے آستین کے کالے
تارِ رگِ جان سے انکو باندھا | تصویر سا موقلم بنایا
کچھ رنگ کے واسطے جو چاہی | دیدی شبِ ہجر نے سیاہی
کچھ صبحِ فراق نے سفیدی | اس ماہِ اسیرِ غم کو دیدی
درکار ہوا جو مشکِ اذفر | کہنے لگی دل میں شاد ہوکر
لیتی نہیں کس لیے میں دل تنگ | رخسار سے خال خال سے رنگ
زردی کے لیے تھی جانفشانی | کام آیا وہ رنگِ زعفرانی
غش نے آکر فسوں کیا کچھ | نیلِ لبِ نیلگوں دیا کچھ
سرخی خونِ جگر کی لیکر | ہاتھوں کو دعائے خیر دیکر
سرنامہ پہ کھینچی اپنی تصویر | ہم صورتِ سرنوشتِ تقدیر

یہہ حالتِ زار یون دکھائی — تصویر وہ آئینہ بنائی

تصویر کا وصف کیا رقم ہو — جب بالِ پری کا موقلم ہو

گو تارِ نظر سے تھی مسلسل — پر کھائے ہوئے تھی نازکی بل

تصویر ہوئی جو کھنچکے تیار — نامہ یہہ لکھا باشکِ گلنار

نامہ

اے موجدِ طرزِ خودنمائی — وے ماہرِ رمزِ دلربائی

اے راحتِ جانِ خستہ حالان — آرامِ دلِ شکستہ حالان

اے باعثِ لطفِ زندگانی — سرمایۂ عیش و کامرانی

اے موجبِ ارجمندیِ دل — اے باعثِ سربلندیِ دل

امیدِ امیدوار تو ہے — صبرِ دلِ بیقرار تو ہے

ہے زخمِ دل و جگر کا پھاہا — مردم مری چشمِ منتظر کا

تو بادِ صبا مین غنچہ تر — تو نرخ و بہا مین لعل و گوہر

مین غنچہ دہان تو شوخ تقریر — مین شمعِ مرادِ دل تو گلگیر

تو رنگ و بہارِ آرزو ہے — تو دار و مدارِ جستجو ہے

گلچین تو مری بہار کا ہے — پتلا مری جانِ زار کا ہے

جو غم کہ ملا ہے میری جان کو — ملتا جو زمین و آسمان کو

ہوتا یہہ دھوان سمٹ کے پانی — برباد تھی خاک کی کہانی

رخصت ہوئے صبر و تاب و طاقت — ہے ہے نہ خبر دیے کی رفاقت

احباب بھی کر گئے کنارا — صحبت نہ ہوئی مری گوارا

برگشتہ ہوا مرا زمانہ | بیگانہ بنا جو تھا یگانہ

مادر نے پدر نے اقربا نے | سب نے چھوڑا نہیں ٹھکانے

اس سوز و گداز متصل سے | جل جل کے یہہ کہتی ہون مین دل سے

بیدرد کہان کی دشمنی ہے | اب درد سے جان پر بنی ہے

کیا تجھکو ملا بتا ستمگر | ناکردہ خطا مجھے پھنسا کر

پہلے تو کہا مرا نہ مانا | اُلفت کو بس ایک کھیل جانا

اب آپ کے کیون حواس مین گم | کھوئے گئے کس خیال مین تم

خود کردہ تمھارا پیش آیا | جو تمنے کیا دھرا تھا پایا

بس اتنے ہی مین یہہ چھکّے چھوٹے | سمجھو نہ ابھی کہ سستے چھوٹے

جو غم کہ نصیبِ دشمنان ہے | جو درد محیط جسم و جان ہے

اعمال کی آپ کے جزا ہے | افعال کی آپ کے سزا ہے

ہر حلقۂ زلف اک کڑی ہے | زنجیر سی پاؤن مین پڑی ہے

پرسش کہ مذاقِ ہر بشر ہے | نشتر بجراحتِ جگر ہے

دردِ دل مین بتاؤن کیونکر | داغِ دل مین دکھاؤن کیونکر

کس کس کو بتاؤن کیا ہوا ہے | کس کس سے کہون کہ عشق کیا ہے

باقی جو نہ رہتی ضبط کی تاب | جلکر کہتی بچشم پُر آب

کسواسطے مجھپہ یہہ جفا ہے | کس دین مین یہہ ستم روا ہے

اس طعنہ زنی پہ خاک ڈالو | پہلے مرے دل کو تو سنبھالو

کر خونِ جگر سے چشم نم مین | پڑھتی یہہ غزل ہون دمبدم مین

غزل

منہ مجھسے چھپا مرے قمر کا | کالا ہو منہ اے خدا سحر کا
گر عشق اسی بلا کا ہے نام | حافظ ہے خدا دل و جگر کا
مشغول رکھا مجھے ہمیشہ | اللہ بھلا ہو چشم تر کا
اک آگ لگی ہے تن بدن مین | احسان ہے آہِ پُر شرر کا
ہے حاصلِ زندگی اگر موت | اے عشق نشان دے میرے گھر کا
مرزا کے سوا گذر نہ یارب | بتخانۂ دل مین ہو بشر کا
اے یار الہ چشمِ بد دور | پہلو مین بجائے دل ہے ناسور
زخمون سے بدن تمام افگار | داغون سے تمام جسم گلزار
آئینہ نمط ہمیشہ حیران | ہر وقت مثالِ بُو پریشان
قسمت مین نوشتہ تیرہ کامی | خلقت مین نہفتہ ناتمامی
خونِ نابِ سرشک و آہ سوزان | آرامِ نظر ہے راحتِ جان
ہے زندگی دردِ جاودانی | پائے نہ عدو یہہ زندگانی
الفت کا بھی کیا ستم ہے افسون | لیلیٰ کو بنا دیا ہے مجنون
گریہ نے یہہ معجزہ دکھایا | دریا مری آنکھ سے بہایا
خمیازۂ دید کھنچتی ہے | آشوب مین آنکھ آگئی ہے
مجروحِ دلی نہ کیون ہو بشاش | زخمو نپہ ہے نغزل نمک پاش

غزل

دل لے گیا کون دُزدِ جانی | غم دے گیا کون ناگھانی

زورون پہ وفورِ ناتوانی
ہے جسم کو روح کی گرانی

آنکھون نے وہ کی سرشکباری
گزرا کئی بار سر سے پانی

ہو داغ کہ ہے جگر مین روشن
ہے حضرتِ عشق کی نشانی

شکوہ نہین گردشِ فلک سے
آنکھین ہین مری جفا کی بانی

ھرڑاے لگی ہے آنکھ جب سے
خواب آنکھون مین ہوگیا کہانی

پھر داغ جگر ہرا ہوا ہے
زخمون مین نمک بھرا ہوا ہے

جو غم مری جان نے سہے ہین
صدمے مرے دل پہ جو رہے ہین

اُن کا تجھے حال گر دکھاؤن
دو چشمون سے بحرِ خون بہاؤن

دل مین مرے درد ہر گھڑی ہے
لب پر دمِ سرد ہر گھڑی ہے

ہے شورشِ سر کو سنگ سے اُنس
اشکون کو لہو کے رنگ سے اُنس

دل پر وہ لگے ہین زخمِ کاری
لختِ جگر آنکھ سے ہین جاری

سینہ مین ہے ایک داغ روشن
آنکھون مین ہین دو چراغ روشن

سر پھوڑ رہی ہون مین جنون مین
آلودہ ہے تن تمام خون مین

ناخن نے کیا فگار تن کو
پنجے سے جنون کے پیرہن کو

وحشت نے کیا ہے چاک دامان
سر پر ہے جنون کا بارِ احسان

پوچھو نہ وجودِ پیرہن کو
باقی نہین تار بھی کفن کو

ٹکراتی ہون سر کو سر زمین سے
جاری ہے لہو مری جبین سے

حالت ہے ردی دلِ زبون کی
ہین بندہ نوازیان جنون کی

پھر ضبط کر آہِ متصل کو
بہلاتی ہون اس غزل سے دل کو

غزل

یاد آتا ہے جب وہ سرو قامت
ڈھاتی ہون مین ہر جگہ قیامت

کرتا ہے یہہ چھیڑ عاشقون سے
آئی ہے مگر فلک کی شامت

ہاتھون سے اس آہ بے اثر کے
کیا کیا مجھے ہوتی ہے ندامت

ہے داغِ جگر چراغ گھر کا
یارب رہے تا ابد سلامت

میرا غم ہجر جھیل جانا
ہے حضرتِ عشق کی کرامت

قیس و فرہاد مقتدی ہین
مرزا کو ہے عشق کی امامت

ان ہاتھون سے غم گلے پڑا ہے
پابندی نے پا بہ گِل کیا ہے

تھم تھم کے یہہ غم بدل گیا طور
رُک رُک کے درد ہو گیا اور

ناکامیِ عشق بھی غضب ہے
امید ہماری جان بلب ہے

دیوانہ کہے نہ کیون زمانہ
ہر فعل و سخن ہے وحشیانہ

پتّون کو کبھی پکارتی ہون
مرغانِ چمن کو مارتی ہون

مین نقشِ قدم ہون گاہ اُٹھاتی
گہ نقش بر آب ہون بناتی

زلفون سے مین خار جھاڑتی ہون
گیسو کا غبار جھاڑتی ہون

ہون موجِ ہوا سے پیچ کھاتی
چکّر مین بگولہ سی ہون آتی

زلفون سے ہوا سے ہے بگڑتی
بر عکس مین عکس سے ہون لڑتی

اک آن مین جہان ہون جلاتی
مین آگ ہون آب مین لگاتی

محرم جو ہے رازِ دل کا ہمراز
بھیدی اُسے جانتی ہون غماز

دیوانہ جنون نے بنایا
حیرت نے اک آئینہ دکھایا

گلشن سے ہوئی ہے بیدماغی ۔ گلزار ہوا ہے مجھسے باغی
درپے ہے سدا گل آبرو کا ۔ تشنہ ہے مدام میرے لہو کا
ہر خار چمن ہے خار کھاتا ۔ طوفان ہر ایک ہے اٹھاتا
کچھ گل ہی نہین ہے صورتِ خار ۔ پہنچاتی ہے بوے گل بھی آزار
گلچین مری تاک مین ہے رہتا ۔ ہر پھول ہے رازِ دل ہے کہتا
گلشن مین ہے میرے غم کا چرچا ۔ بلبل نے کیا ہے راز افشا
سوسن کی زبان سے تنگ ہون مین ۔ نرگس کی نظر سے دنگ ہون مین
طعنون کا جو سلسلہ بپا ہے ۔ سنبل نے مجھے پھنسا دیا ہے
یہہ جال بنفشہ نے خدایا ۔ بدنامی کے نام سے بچھایا
چمپا نے بھی زرد رو کیا ہے ۔ رسوائی سے دو بدو کیا ہے
صرصر نے یہہ خاک ہے اڑائی ۔ لالے نے یہہ آگ ہے لگائی
شببو نے یہہ تازہ گل دیا ہے ۔ انگشت نما مجھے کیا ہے
نرگس ہے اشارون سے دکھاتی ۔ سوسن مری چغلیان ہے کھاتی
شوخی یہہ حنا نے کی سرِ دست ۔ بدنام کیا ہوئی جو پابست
غنچہ نے نہین شگوفہ چھوڑا ۔ دل کا ہے جلا پھپولا پھوڑا
اشجار سے یہہ ثمر ملا ہے ۔ رسوائی کا خوب گل کھلا ہے
کیلے نے کیا یہہ حشر برپا ۔ گلشن مین ہے صورِ شور پھونکا
سرگوشی سے برگ کر رہے ہین ۔ غیبت پہ مری یہہ مر رہے ہین
شمشاد نے سرو نے خدایا ۔ چھتّے پہ ہے راز کو چڑھایا

اخفا نہ ہو رازِ دلفروشی / ستّار طفیل پردہ پوشی
نامہ نہیں درد کا ہے دفتر / الفاظ نہیں ہین یہہ اخگر
تحریر نہیں ہے خطِ تقدیر / قسمت کا لکھا کیا ہے تحریر
طولانیِ زلف اس کو دی ہے / اظہارِ کوایف دلی ہے
لپٹی ہوئی رنج سے ہے شادی / توام ہے مرا دو نامرادی
ہر چند ہے شوق کا تقاضا / تا حشر اسی طرح لکھے جا
حسرت پہ تری مگر نظر ہے / قصہ یہہ غرضکہ مختصر ہے
پاسخ کی جو ہے امیدواری / دونی ہوئی میری انتظاری
تقدیر کرے جو غمگساری / تحریر ملے تجھے ہماری
خط لکھ چکی جب وہ سوختہ جان / پھر دستِ جنون تھا اور گریبان
پھر ہونے لگی جنون کی بیداد / فریاد ہے اے خدا ہے فریاد
سوزان ہوا نالہ جہان سوز / دل سوز جگر گداز جان سوز
دیکھی جو یہہ حالتِ جنون جوش / سوسن سے رہا گیا نہ خاموش
گو طیش مین تھی ادب سے بولی / مصحف کی طرح زبان کھولی
دل دینا نہیں ہے جان دینا / آسان نہیں نامِ عشق لینا
دل سُلگے مگر دھوان نہ نکلے / ٹکڑے ہو جگر فغان نہ نکلے
مرنا چھپنا پہ ضبط کرنا / نام ایسے ہی جینے کا ہے مرنا
بولی وہ پری ابر گرانی / جانی یہہ نہیں ہے جانفشانی
دلسوزی اگر ہے دل جلانا / ہمدردی کا کیون کرو بہانا

آزار دہی ہے غمگساری
دلداری ہوئی جگر فگاری

اے دوست لقب جفا کی بانی
دشمن ہوئی کیون مہربانی

تنگ آگئی تجھسے جان میری
نشتر سی چلی زبان تیری

یہہ کہکے جنون مین خوب روئی
بیٹھی چلائی جان کھوئی

پتھر سے جو سنگدل وہان تھے
سب درد و الم سی خونفشان تھے

سوتے آنکھون کے کھُل گئے تھے
دل سوزشِ غم سے گھُل گئے تھے

پکّا پھوڑا جگر بنا تھا
ناسور کا دل مین گھر بنا تھا

آنسو بنکر لہو رسا تھا
پھوٹا ہوا دل کا آبلا تھا

چھائے تھا ہر اک کے دل کو وہ غم
سب اُس کے ہوئے شریکِ ماتم

کہرام بپا ہوا من مین
اک حشر بپا ہوا چمن مین

خالی ہوا جب بھرا ہوا دل
سوسن سے وہ بولی نیم بسمل

رکھتی ہے اگر ترس خدا کا
کچھ کام نکال بینوا کا

تقریر کی یہہ سُنا کے تحریر
یہہ خط ہے یہہ ہے جنون کی تصویر

دلدار کے پاس اس کو لے جا
کہنا کہ ہے یہہ پیام بھیجا

سوزِ غمِ افتراق جان سوخت
دل سوخت زبان و استخوان سوخت

جیتی ہے یہہ سخت جان نہ مرتی
اوپر کا ہے دم مدام بھرتی

یہہ ہی ہے اگر جگر فگاری
تو ہو چکی زندگی ہماری

مر جائین اگر تو یاد کرنا
ہمکو پسِ مرگ شاد کرنا

کیسا ہے یہہ پوچھنا مرادِ دل
گر صفا تو نہین ہے مبتلا دل

مر جاؤں گی ہین جو دل کُڑھیگا — پھر دل نہ کبھی مجھے جُڑیگا

سوسن مری جان تیرے قربان — رہ جائے نہ دل مین یہہ بھی ارمان

لِلّٰہ تو میری قاصدی کر — ہُد ہُد ہے تو ہی تو ہی کبوتر

نامے کا مرے جواب لادے — خالق تجھے خیر کی جزا دے

سوسن نے لیا وہ درد نامہ — وہ دفترِ عنبرین شمامہ

اک نقشِ محبت اُس نے پایا — تعویذ اُسے بازو کا بنایا

پہلے سب سے گلے ملی وہ — پھر صورتِ رنگ اُڑ گئی وہ

دسوین داستان

روانہ ہونا شاہزادے کا شہر ماچین سے اور اثنائے راہ مین وارد ہونا اُس کا لطیفہ خاتون کے باغ مین اور ہرن بنایا جانا اُس کا بزور جادو سے لطیفہ

اے نکتہ نواز نکتہ پرور — زرّین رقمِ نظامِ اختر

چلتا نہین خامہ اب کسی پل — پائے رفتار ہو گئے شل

شورے کی قلم قلم بنا ہے — جادو کس کا یہہ چل گیا ہے

آسیب کی کچھ خلش اگر ہو — چشمِ بد بین کی بد نظر ہو

ہو سُرمۂ کعبہ گرمِ تسخیر — بہر دفعِ نظر ہو تدبیر

کچھ بعدِ دوا دوش دوا دون — مین مصحفِ پاک کی ہوا دون

اسمِ اعظم کو دم کرون مین — نقشِ علوی رقم کرون مین
زمزم کا پلاؤن اُس کو پانی — تا از سرِ نو ملے روانی
برکت کی نظر سے پہلے جا کے — نقشہ بیت الحرم کا کھینچے
سنگِ اسود کو دیکے بوسہ — حُرمت سے چھوے غلافِ کعبہ
رکھیے قدم زمین پہ مُڑ کر — جائے عرشِ برین پر اُڑ کر
لوحِ محفوظ پر روان ہو — سجدے کا سرِ جبین نشان ہو
باغِ جنت مین نغمہ خوان ہو — محسودِ عنادلِ جنان ہو
پورے کرکے دلی مطالب — شاخِ طوبیٰ سے بدلے قالب
پھر مجکو ملے بصورتِ کلک — کلکِ انجم فشان گہر سلک
پھر کلک خرامِ ناز پائے — پھر کبک دری کی جان جائے
پھر ہو سرِ صفحہ گرم رفتار — پھر نالِ قلم ہو یون گہر بار
وہ سرِّ خفی وہ نکتۂ راز — انجام جہان جہان کا آغاز
وہ نیک نہاد نیک انجام — وہ ماہ رخِ خجستہ فرجام
سونچا تھوڑی سی شب ہے باقی — چلتی ایسے مین ہے ہوا بھی
جھونکون مین نسیم کے نکلیے — بادِ سحری کے ساتھ چلیے
دیکھا جو فراق کا سرانجام — دل آزردہ ہوئی دلارام
وسواس جو زخمِ دل کا آیا — اس ماہ کو چاندنی کو سونپا
شہرِ ماچین سے راہ و بیراہ — نکلا تارون کی چھان مین وہ ماہ
باہر ہوا ادا ایڑے سے مُڑ کر — صحرا کی زمین کا بن گیا گز

پس ماندگی کو عقب مین چھوڑا — پیشانی کی سمت مُنھ کو موڑا
اک دشتِ بلا ملا لق و دق — رنگِ رُخِ خضر تھا جہان فق
میدان میدانِ حشر یکسر — ہر ذرّہ تھا آفتابِ محشر
میدان قلم مرا کفِ دست — ہمت کی طرح ہوئے یہان پست
ذرّہ ذرّہ جلا بُھنا تھا — کانٹا کانٹا لہو کا پیاسا
صحرا مین قدم نہ تھا اُٹھاتا — تھا زیست سے ہاتھ کا اُٹھانا
آفات سے کچھ ڈرا نہ کانپا — وہ دشتِ بلا قدم سے ناپا
تھا شوق سے بڑھ کے تیز دم وہ — آگے جاتا تھا دو قدم وہ
خود صورتِ خار بن گیا تھا — رفتار کا تار بن گیا تھا
تقدیر کا پاؤن مین تھا چکّر — درماندہ ہوا بھٹک بھٹک کر
رفتار سے خود ہوا جو ناچار — چلنے لگی اُس کی تابِ رفتار
بے راہ روی جو اُسکی دیکھی — خضرِ صحرا نے رہبری کی
اقبال آکر ہوا مددگار — پیکِ غیبی ہوا نمودار
پیرِ روشن ضمیرِ حق بین — نورِ ایمان و رونقِ دین
مردِ مرتاض عابدی کیش — تیغِ عشقِ خدا سے دلریش
شہزادہ غریقِ بحرِ غم تھا — درویش الیاس سے نہ کم تھا
وہ خضر اگر تھا یہہ سکندر — گم کردۂ راہ یہہ وہ رہبر
یون دونون بہم ہوئے ملاقی — جیسے کوئی تشنہ اور ساقی
پایا اُسے صاحبِ بصیرت — قُدسی نفس و فرشتہ سیرت

جاتا رہا اُس کا رنج و افسوس | درویش کا وہ ہوا قدم بوس
آداب سے ہوکے پھر بغلگیر | کی بعدِ مصافحہ یہہ تقریر
تم مصحفِ پاک کی ہو آیت | گمراہ کے واسطے ہدایت
تم مردِ خدا ہو ناخدا ہو | ساحل پہ سفینہ کو لگا دو
بولا وہ کہ گلِ مراد کا رنگ | پورب کو چلا جا چند فرسنگ
اک میل ملے گا سروِ قامت | برپا ہے کیے ہوئے قیامت
الماس کی لوح اک درخشان | پیشانیٔ میل پر ہے چسپان
روشن ہے مثالِ قلبِ صوفی | باکلکِ جلی بخط کوفی
نقوش ہے رہبری کا ملفوظ | اُس لوح پہ شکلِ لوحِ محفوظ
واقف کر کے بھلے بُرے سے | رخصت ہوا ایک دوسرے سے
بیدم گو تھا قدم اُٹھایا | مرکھپ کے قریبِ میل آیا
کی میل کی سرنوشت معلوم | دیکھی یہہ عبارت اُسپہ مرقوم
جا حسنِ عمل کی شکل دائین | درپیش نہ تاکہ ہون بلائین
گر جانبِ چپ کہین گیا تو | آفات مین ہوگا مبتلا تو
تھا قصد کہ چلیے بے کدورت | رہِ راست کو راستی کی صورت
کچھ راہ کا کچھ سمجھ کا تھا پھیر | بائین کو گیا ہوا یہہ اندھیر
درپیش ہوا اک اُسکو جنگل | غول و عفریت کا تھا دنگل
کانٹون سے تند جھاڑ ہوا تھا وہ بن | رفتار کا ہر قدم پہ مدفن
اس درجہ تھے سربلند اشجار | خورشید سنبھالتا تھا دستار

گویا کہ وہ برگ کی زبان سے | باتین کرتے تھے آسمان سے
خالی پھل پھول سے تھے اشجار | مثلِ دستِ تہیِ نادار
مہرخ نے جو دیکھا وہ اکھاڑا | حربے کے لیے شجر اُکھاڑا
نزدیک آیا لگا کے جوگھات | گرزِ چوبی سے کی مدارات
غولون سے ہوا جو پاک وہ بن | آگے کو بڑھا وہ پاک دامن
کچھ دور سے دیکھا ایک احاطہ | تا حدِ نظر کیے اِحاطہ
دروازہ بلند و سرکشیدہ | جس سے دلِ مہ ضرر رسیدہ
تھی اوج پر اُس کی شانِ رفعت | مہتاب کو سیر مین تھی رجعت
در صورتِ چشمِ شوق وا تھا | ہم شکلِ کفِ سخی کھُلا تھا
زنگی پھرے پہ شکلِ اژدر | یا مارِ سیاہ بر سرِ زر
خاطر کی طرح کشیدہ قامت | اُٹھنے مین نمونۂ قیامت
عفریتِ مہیب دیو قامت | غولِ صحرا نہنگ صورت
نیچے کا تھا ہونٹ تا سرِ پا | اوپر کا بنا تھا خود سر کا
منھ اسکا تھا موت کا دہانہ | تھا مرگ کا حلق قید خانہ
ہڈی ہڈی سطبر و گندہ | دوزخ کا ہر ایک عضو کندہ
وہ وقت جو خوابِ مرگ کا تھا | بیٹھے بیٹھے وہ سو رہا تھا
خراٹون کی تھی کھرج کی آواز | یا رعد کی تھی گرج کی آواز
کہتا ہوا فتنہ خفتہ بہتر | گلشن مین گیا وہ یاسمن بر
آراستہ باغ تھا سراسر | ہر برگ تھا صورتِ گلِ تر

خوش ہو کے بہار جانفزا سے — شاخین شجرون کی اک ادا سے
متوالون کی شکل جھومتی تھین — ملکر گلے منھ کو چومتی تھین
شہزادے نے اک چمن مین دیکھا — چھوٹا ہوا غول آہوؤن کا
سونے کی سنگوٹیان جڑی تھین — جھولین زربفت کی پڑی تھین
جھالر مین ٹکے ہوئے گہر چند — گردن مین بندھے ہوئے گلوبند
شاخون پہ چڑھی ہوئی تھین بیلین — کرتے پھرتے تھے سب کلیلین
پھولون کے وہ نوشگفتہ گلّے — کھاتے پھرے آہوان کے گلّے
گلزار کی وہ ہری ہری دوب — چرتے پھرے وہ چمن کے محبوب
حیوان نما وہ آدمی زاد — ہم جنس کو دیکھکر ہوئے شاد
اصلی پیکر جو یاد آئے — آنکھون سے سرشکِ خون بہائے
کیون چرخ یہہ کونسی جفا ہے — کس دام مین کونسا ہما ہے
اس جور کی حد بھی ہے ستمگر — روحِ انسان ہرن کا پیکر
شہزادہ کے حسنِ دلربا پر — غربت کی نظر سے رحم کھا کر
چشمِ آہو کا تھا اشارہ — آہو چشمون سے کر کنارہ
برگشتہ نصیب سیدھا الٹا — اُلٹے پیرون یہان سے پھر جا
قسمت نے کیا تھا کور ہیہات — سمجھا نہ کنایۂ اشارات
دن اُسکے بُرے پڑے تھے پیچھے — سائے کی طرح بڑھا وہ آگے
باتون کی سنائی دین صدائین — آپس کی چہل کی خوش ادائین
کچھ رقص و سرود کی خوش آواز — تھی سوئے فلک بلند پرواز

دلکش مطرب کا وہ ترانہ — اشعارِ غزل وہ عاشقانہ
پوشیدہ سُنا کیا وہ خاموش — آواز کی رخ کیے ہوئے گوش
بیچین ہوا جو دل زیادہ — کہنے لگا دل مین شاہزادہ
اندر سے محاط کو بھی دیکھو — اِس بزمِ نشاط کو بھی دیکھو
یہہ سیر بھی ہاتھ سے نہ جائے — جوبن کا مزہ نظارہ پائے
کرتا ہوا سیر ہرِ در و بام — پھرتا ہوا جیسے بزم مین جام
داخل ہوا بے محل محل مین — جا پہنچا وہ بیجا اجل مین
دیکھا جو مکان کو مکین کو — رشکِ مہ و مہر مہ جبین کو
دل نے کہا اب مجھے سنبھالو — دانش نے کہا کہ خاک ڈالو
بانوئے لطیفہ حسن آرا — غرفے سے تھی کر رہی نظارا
ناگاہ نگاہِ فتنہ پرداز — مہرخ کے جو رخ سے کر گئی ساز
کہنے لگی یہہ لطیفہ لاریب — سمجھو اس کو لطیفۂ غیب
ناخواندہ وہ میہمان بُلایا — مہمان کو میزبان بنایا
پوچھا کہ اُٹھائی کیون یہ تکلیف — کچھ کیجیے آپ اپنی تعریف
بولا ہون عجم کا شاہزادہ — ہے قاف کی سیر کا ارادہ
بہتر ہے کہا کہ بندہ پرور — کچھ روز تو ٹھہریے یہان پر
ہو شاد دلِ لطیفہ بالطف — بے لطف اگر رہے تو کیا لطف
منظور کرو جو ماحضر کو — ممنون کرو مشام گھر کو
یہہ کہکے ہوئی وہ ماہ موصوف — مہمانیِ میہمان مین مصروف

کی اُس نے برسم میزبانی — آراستہ محفلِ کیانی
تھی بزمِ نشاط شکلِ پروین — بلّور کے شیشے جام زرّین
حاضر ہوئے ساقیانِ گلفام — سیمین تن و گلبدن گل اندام
دورِ مئے لالہ گون چلا پھر — چلنے لگا جام برملا پھر
بدست ہوئی جو وہ گلِ تر — پھرنے لگا سر برنگِ ساغر
پی مے جو دمادم و پیاپے — لائی کچھ اور رنگ وہ مے
حسرت کو لیے ہوئے جوانی — بیتاب تھی بہرِ میہمانی
کرنے لگی آرزو اشارے — بے باکانہ ہوس نظارے
ارمان کا دل پہ تھا تظلّم — خواہش نے بپا کیا تلاطم
ٹھنڈا کرنے کو وہ دلِ گرم — کہنے لگی رکھ کے طاق پر شرم
اس مے سے گئی نہ سردیِ دل — شوقِ مئے وصل سے ہے بسمل
رکھیے نہ دلِ حزین کو ناکام — شیشے کو جھکائیے سرِ جام
پیمانہ کے مُنھ مین ہو گلابی — ساغر مین ہو گردنِ صراحی
طوفانِ مئے ہوس بپا ہے — مستی کا قدح چھلک رہا ہے
بولا بحجاب شاہزادہ — محجوب نہ کیجیے زیادہ
کافی ہے اسیقدر عنایت — ممنون ہون آپ کا نہایت
ہر بوسۂ لب ہے مُہرِ اقرار — ہوگا پسِ واپسی نہ انکار
ہاسُن جو جگر شگاف پایا — کاکل کی طرح سے پیچ کھایا
پلٹے جو کچھ اُس نے طور بے طور — جلتا ہوا اُس کا دل چلا اور

سمجھی یہہ ہما بلند پرواز
پھنستا نہیں سہل صورتِ باز

کام آیا نہ دام اور نہ دانا
بیکار ہے حیلہ و بہانا

افسون کا اثر اسے دکھاؤن
جادو اس سر پر اب کھلاؤن

پیاسے کی نہ پیاس جو بجھائے
ترسائے مگر ترس نہ کھائے

ہے اُس کی سزا ترس نہ کھانا
انسان سے جانور بنانا

معجونِ زبرجدی منگا کر
مرّیخ سے کہا یہہ مسکرا کر

معجون ہے یہہ حیاتِ جوہر
معجونِ لطیف روح پرور

اک سنگِ زمرّد اسے جو کھائے
پژمردہ حیاتِ تازہ پائے

درماندہ کی ماندگی ہو کافور
کچھ نوش کرو کہ کسل ہو دور

تقدیر جو برسرِ بدی تھی
پیش آئی وہی جو کچھ بدی تھی

چاہا قسمت نے جب پھنسانا
دانہ ہوا دامِ مرغِ دانا

کام آئی نہ عقل و ہوشیاری
کی فہم و خرد نے کچھ نہ یاری

سونچا نہ ذرا وہ دور اندیش
سمجھا نہ ذرا وہ بے پس و پیش

اپنے ہاتھوں سے زہر بونا
خود کردہ کو پھر پڑیگا رونا

بیوسوسہ وسوسہ نہ لایا
معجون نما وہ زہر کھایا

کھاتے ہی گرا وہ چرخ کھا کر
اک لائی چھڑی لطیفہ جا کر

الماس سے سر بسر جڑی تھی
ہلکی وہ کہ پھول کی چھڑی تھی

سنبل کی طرح سے پیچ کھائے
چہ با قدِ سرو کا اُڑائے

صورت میں مثالِ شاخِ طوبیٰ
سیرت میں یگانہ و عجوبا

نازک بدنون کا تھا چم وخم — تاثیر مین تیغ آتشین دم
تھی رنگ مین رنگِ زلفِ شبرنگ — کاکل کا بھی اُس سے قافیہ تنگ
تھی اخترِ صبح شام اُس کی — شُہرت ہوئی روم شام اُس کی
کہنے کو چھڑی تھی کہکشان تھی — یا چینِ جبینِ مہ وشان تھی
افعی سی وہ زہر مین بھری تھی — جادو کی غرض کہ وہ چھڑی تھی
آہستہ لگائین سحر خوانان — چارون شانون پہ چار چھڑیان
آہو وہ بنا بزورِ جادو — عاشق کی برات وشاخِ آہو
آہو بھی بنا تو خوب صورت — ہم چشمِ غزال و حورِ جنت
اللہ رے اُس کی جامہ زیبی — آہو کا لباس و دلفریبی
کرتا ہوا جنت کا گلہ وہ — ہم چشمون مین اپنے جا ملا وہ
قسمت مین بجائے آب و دانا — شکلِ آہو تھا گھانس کھانا
آہو کے لباس مین وہ مجروح — رہنے لگا جیسے جسم مین روح
چندے اِسی شکل مین بسر کی — مجبوری سے شام کی سحر کی

گیارہوین داستان

لطیفہ خاتون کے باغ سے نکلنا شاہزادے کا بشکل آہو اور داخل ہونا اُس کا جمیلہ خاتون کے باغ مین اور پھر آدمی بنایا جانا اُس کا جمیلہ کے سحر سے اور پھر روانہ ہونا طرف کوہ قاف کے پشت سیمرغ پر

لکھتے ہین سخنورانِ جادو | چشم کافر کو چشم آہو
عالم کے تمام نکتہ پرداز | کہتے ہین اسی کو سحر و اعجاز
ہان اے مرے کلکِ سدرہ پیوند | طوبائے نعیم کے جگر بند
ہان اے قلمِ بلند پرواز | سرمایۂ فخر و مایۂ ناز
اعجاز سخنوری دکھا دے | آہو کو تو آدمی بنا دے
وہ خالقِ لم یزل کا اعجاز | تصویرِ غزالِ جنتِ ناز
وہ آہوِ وادیِ مصایب | وہ جلوۂ مظہرِ عجائب
وہ حورِ جنان کا نورِ دیدہ | وہ جامۂ آدمی دریدہ
وہ ماہرخِ دلِ زمانہ | یعنے شہزادۂ یگانہ
وہ دستِ جنون کا دامن و جیب | تھا منتظرِ لطیفۂ غیب
جادو سے نہ تھی فقط زبان بند | تھا بند گلو لب و دہان بند
قابو مین نہ جب زبان کو پایا | دل کو اُس نے زبان بنایا
اک دل تھا ہزار آرزو تھی | دل ہی دل مین یہہ گفتگو تھی
اعمال کی اپنے ہے یہہ شامت | مقصد کے عوض ملی ندامت
منزل کی نہین مجالِ رفتار | دو پاؤن سے گو کہ ہو گئے چار
گیسو کو جو ہاتھ مین لگاتا | یہہ روزِ سیہ نہ پیش آتا
ملکر جو گلے قدم پکڑتا | جامہ یہہ مرے گلے نہ پڑتا
کیونکر مین دکھاؤن بے پروبال | اُس رشکِ پری کو صورتِ حال
ہر نوکِ مژہ گڑی ہے دل مین | ابرو کی گرہ پڑی ہے دل مین

سوسن کی فسون گری ہے روشن — ہوتی جو یہان وہ سامری فن

یہہ سحر کے بند کھول دیتی — بدلا مرا ساحرہ سے لیتی

کھل جاتی حقیقت اس کے گر کی — ملتا ثُر کی جو اب ثُر کی

ماں باپ کی یاد نے ستایا — دکھتا ہوا اور دل دکھایا

یاد آئے برادرانِ مقتول — سب اپنی مصیبتین گیا بھول

کہتا تھا کہ اس سے لاکھ درجے — پھر قصر کے کنگرے تھے اچھے

سب کچھ یہہ تھے مہر انگیز — بویا ہوا زہرِ مہر انگیز

یاد آئی نصیحتِ دلارام — نادم ہوا اپنے دل مین ناکام

وہ حور وہ قصر وہ چمن زار — وہ پھول وہ پھل وہ نہر و اشجار

پھرنے لگے روبرو نظر کے — رونے لگا سب کو یاد کر کے

انجم سے گرے قمر کے آنسو — موتی سے گرے گہر کے آنسو

افکار سدا یہی تھے دل ریش — تشویش یہی مدام درپیش

کب بندِ فسون سے ہو رہائی — عقدے کی ہو کب گرہ کشائی

کب دیکھین معاف ہون معاصی — اس جامہ سے کب گلو خلاصی

وحشت نے پھرا اُسکی کل کو کو کا — اک گشت لگایا چار سو کا

گلزار کی ایک سمت دیکھی — دیوار کی پست سربلندی

دیکھی دیوار اک نظر سے — پایا نہ اُسے بلند سر سے

بنیاد سے عرض و طول دیکھا — دیوار کو وان فضول دیکھا

قسمت کی طرح سے تھی وہ کوتاہ — خوش تھا کہ ملی گریز کی راہ

اک جست مین جاکے پار دیکھا
پھاندا تھا جہان سے پھر وہین تھا

تشبیہ ہوئی قطب نما کی
کودا کیا پر جگہ نہ بدلی

گویا روشِ زمین و محور
ہر پھر کے رہا اُسی جگہ پر

اُمید کو پاس نے بُلایا
ہمّت کو اُمید نے بڑھایا

ہمّت نے دیا قدم کو کاندھا
دیوار کو سات بار پھاندا

سوچا کہ طلسم سے تنِ زار
ہے نقشِ زمین و پائے بیکار

قسمت مین نیا تھا آب و دانا
ایک اور طرف ہوا روانا

کرتا ہوا چرخ کی شکایت
اپنے حرکات کی فضیحت

کہتا تھا بُرا ہو ساحری کا
زردشت کا سحر و ساحری کا

تقدیر نے کی جو کچھ اعانت
توبہ کا کھلا درِ اجابت

دیوار مین اک نظر پڑا در
آئینہ مین جیسے عکسِ دلبر

در حلقہ چشم آہوان تھا
گلزار دگر کا دیدبان تھا

یون آکے ملا تھا باغ سے باغ
جیسے کہ جگر پہ داغ سے داغ

توام تھے وہ صورتِ دو پیکر
دونون کا ملا ہوا مقدر

گویا کہ بکاغذِ زر افشان
اک جلد مین بوستان گلستان

فصلِ گل سا گیا چمن مین
پھرتا ہوا جیسے خون تن مین

سبزہ سا بڑھا ہوس چمن سے
ملتی ہوئی چال تھی دُلھن سی

سبزے کو وہ روندتا ہوا پھر
بجلی سا وہ کوندتا ہوا پھر

پھرتا ہوا چوکڑی طرارے
کرتا ہوا ہر طرف نظارے

وحشت کے کھڑے کیے ہوی کان | دہشت سے چھپائے جسم مین جان
جاتا تھا چلا بلند پایا | اک قصر کو سدّ راہ پایا
دم لینے کے واسطے وہ جانکاہ | ٹھہرا دم کی طرح سر راہ
دیکھا کہ نگار حسن افروز | دین و ایمان و جان و دل سوز
نازک تن و نازنین و خوش قد | برآمدے مین ہوئی برآمد
وہ چشم سیہ وہ گیسو | اندھیر کیے ہوئے تھے ہر سو
سرگشتہ زمانے کے دلِ زار | گیسو کی کمند مین گرفتار
آنکھون مین نگاہِ فتنہ پرداز | اک گوشۂ چشم سے نظرباز
ابروئے دو تا در از مژگان | چلّے مین چڑھے ہوئے تھے پیکان
ابروئے خمیدہ شکلِ شمشیر | مژگانِ دراز صورتِ تیر
ابرو نے چھری جگر پہ ماری | کی دل پہ مژہ نے تیر باری
خالِ رخِ دل کا تھا سویدا | ہر مردمِ چشم دل سے شیدا
زلفون کے ہوی نثار لیلی | سو دل سے بنی ہزار لیلی
شیرین کا وہ حسنِ پُر ملاحت | خود اُس کو نمک تھا بر جراحت
گردابِ بلا چہِ زنخدان | ڈوبا ہوا جس مین ماہِ کنعان
رخسار کا حسنِ عالم افروز | کھوتا تھا تفاوتِ شب و روز
چہرے سے ہوا قمر نہ ہمسر | دو شمس کہان اُسے میسر
ہین پیشِ نظر جبین و بینی | از روئے صفت نہ عیب بینی
تمثیل سنو کہ دل ہو محظوظ | انگشتِ قضا پہ لوحِ محفوظ

جوبن کا اُبھار وہ دل آویز | سینہ سے دلون پہ تھا بلا خیز
موزونی مین نخلِ قد مثل تھا | اُس سروِ سہی کا سیب پھل تھا
دندان پسِ لب نہ سربسر تھے | دُرج یاقوت مین گُہر تھے
کچھ لب پہ فسون تھا کچھ بیان مین | کچھ آنکھ مین سحر کچھ زبان مین
گلشن سے ہوئی نظارہ بازی | کی تُرکِ نگہ نے تُرکتازی
جس رُخ سے چمن کے آنکھ پھیری | غل تھا کہ نہین ہوئی ہے سیری
باقی نہین کچھ ذرا رہا ہے | دم آنکھون مین کھینچ کے آ رہا ہے
برباد ہین خاک و آب و آتش | ہے قالبِ روح مین کشاکش
برپا ہے فسادِ خیر و شر مین | ہے سب کی صفائی اک نظر مین
جب ڈھا چکی آفتین چمن پر | ٹھہری پھرتی ہوئی ہرن پر
دل سے ہوئی شیفتہ جمیلہ | آہو کی فریفتہ جمیلہ
محو ایسی تھی آہوے ختن کی | آنکھون مین تھین پتلیان ہرن کی
بولی وہ دکھا کے یاسمن کو | لا جلد اس آہوے ختن کو
کس نازنین گود کا پلا ہے | کس حسن کے سانچے مین ڈھلا ہے
تھا کس کے کنار سے ہم آغوش | کس قدِ حسین کا تھا یہہ ہمدوش
یہہ حسن کہان ہرن نے پایا | غلمان قالب بدل کر آیا
جھالر کا پڑا ہے گرد ہالہ | تارہ ہے چمک مین ہر ستارہ
پھرتی ہوئی جیسے چشمِ جادو | آئی وہ خواص نزد آہو
لی گھانس ہری ہری دکھائی | بلبل کو ہواے گل بتائی

تھا کاہ مین زور کہربا کا | آہو کو برنگِ کاہ کھینچا
مقناطیسی کشش دکھائی | فولاد کی شکل کھینچ لائی
لیکر آہو خواص آئی | مطلوبِ مزاجِ خاص لائی
پھر لاڈ لگے ہزار ہونے | لاکھون آہو کے پیار ہونے
معشوق صفت گلے لگا کر | آہو سے کہا کہ میرے دلبر
مین کیا مری آن بان صدقے | دل کیا کہ ہزار جان صدقے
رکھا آہو کا گود مین سر | پوچھو نہ غزال کا مقدّر
باتین تھین ادھر تو پیاری پیاری | آنسو تھے اُدھر ہرن کے جاری
وان پیار تھا اور دل لگی تھی | یان آنسوون کی جھڑی بندھی تھی
آنکھین ہوئین تر سرشکِ غم سے | مانوس الم تھا دم قدم سے
بولی وہ نگار ہو کے حیران | روتا ہے غزال شکلِ انسان
پھر سمجھی قرینہ سے جمیلہ | جادو کا ہے آہوئے لطیفہ
معجونِ زمرّدین منگائی | قدرے تریاق سی کھلائی
کھاتے ہی ہوا غزال بیہوش | جاتے رہے سب رہے سہے ہوش
آہستہ لگایا پھر چھڑی کو | بھولی نہ کبھی وہ اُس گھڑی کو
جب بندِ فسون ہوا کشادہ | مہرخ وہی پھر تھا شاہزادہ
اُس بند سے وہ غزال پیکر | نکلا جیسے صدف سے گوہر
قالب سے ہرن کے ماہ طلعت | نکلا غنچہ سے جیسے نکہت
یا ابر سے جیسے ماہِ انور | یا جیسے گہن سے مہرِ خاور

یا جیسے کہ آنکھ سے نگاہین	یا جیسے دلِ حزین سے آہین
یا جیسے قفس سے بلبلِ زار	یا جیسے کہ قید سے گنہگار
یا جیسے تنِ نزار سے سانس	یا جیسے دلِ فگار سے پھانس
الماس سے یا کہ جیسے ضو	یا جیسے کہ آئینہ سے پرتو
یا جیسے کہ مشک نافہ سے بو	یا جیسے کسی چمن سے آہو
یا جیسے کہ جان آب و گِل سے	یا جیسے دعا کسی کے دل سے
یا جیسے عروسِ ناز پرور	حجلہ سے کرے خرام باہر
اچھا جو ہوا کچھ اُس کا لہنا	جامہ انسانیت کا پہنا
آہو کے لباس کو اُتارا	بدلا پوشاک کو دوبارہ
ہر چند کہ خود بھی تھی شکیلہ	اُس شکل پہ مر گئی جمیلہ
پوچھا کہ وطن کہا کہ غربت	کیون ترک کیا کہا کہ وحشت
پوچھا مسکن کہا کہ زنجیر	پوچھا باعث کہا کہ تقدیر
پوچھا کہ پتہ کہا نہین ہے	پوچھا مسکن کہا کہین ہے
کیا نام ہے پھر کہا کہ گمنام	کیا کام ہے پھر کہا کہ ناکام
پوچھا مِلّت کہا کہ اُلفت	پوچھا مذہب کہا محبت
پوچھا پیشہ کہا تعشق	پوچھا موجب کہا تعلق
پوچھا منزل کہا عدم ہے	پوچھا مرکب کہا قدم ہے
پوچھا مونس کہا الم ہے	پوچھا ہمدم کہا کہ غم ہے
پوچھا رہبر کہا جنون ہے	پوچھا کیونکر کہا فسون ہے

پوچھا کہ رفیقِ غم کہا آہ | پوچھا حافظ کہا کہ اللہ
لب شکر و سپاس نے ہلایا | بارِ احسان نے سر جھکایا
اظہارِ حقیقتِ گذشتہ | رخصت کی طلب تھی دست بستہ
ہنسکر بولی جمیلہ کیا خوب | شاید تھی بہت لطیفہ مرغوب
اُس کی تو ہوئی قبول دعوت | مجھسے رخصت مین ہے مہلت
وہ ماہ رہا بپاسِ ناہید | اک روز غضنفر صورتِ عید
مشغولِ نشاطِ عیش و عشرت | محظوظِ سرودِ رقص و دعوت
روزِ عشرت ہوا جو آخر | سمجھا کے جمیلہ سے کہا پھر
سو بات کی ایک بات ہے صاف | جانا ہے مجھے ضرور واقاف
پھر کر جو نہ دن کرین خرابی | ہو گی ترے دل کی کامیابی
بولی کس پاس سے کہ مجبور | بیچارگی بندگی ہے مشہور
جا کر لے آئی پھر وہ دلگیر | خنجر تیر و کمان و شمشیر
رومالِ حریر لائی زرکار | دیکر ہر چیز کی یہہ گفتار
کہا تیر کی تم سے ہون ثنا خوان | پیکانِ قضا یہی ہے پیکان
اس تیرِ قضا کی دیکھکر چال | معشوق کی ہے نگاہ پامال
پوچھو نہ کچھ اس کمان کا احوال | ہے قوسِ سمائے جاہ و اقبال
صمصام کی تاب برقِ تابان | ہے نام کی عقربِ سلیمان
معشوق کی ابروے ہلالی | نارِ رشک وجہد مین ڈالی
ہے ماہیِ آبِ تیغ خنجر | مشکل کہ بیان ہون صفِ جوہر

رکھے اسے اپنے پاس جو گرد — میدان رہے اُس کے ہاتھ ہو برد

روئین تن ہوویں تہمتن — ہو پھول کھلے ہزار سوسن

رومال سے اُس کا لو اگر کام — بپھرے ہوئے شیر کو کرے رام

جوہر سے بخوبی ہو کے واقف — راہی ہوا لے کے وہ تحائف

اللہ نے پھر یہہ دن دکھایا — واقاف کے رخ قدم اُٹھایا

جلنے لگی ہجر مین جمیلہ — روشن دل کا ہوا فتیلہ

داغون سے وہ پھول سی پھلی تھی — مرجھائی گلاب کی کلی تھی

اُس ماہ کی دل سے مشتری تھی — پروانہ تھی گو کہ خود پری تھی

وہ تازہ شباب کا زمانا — وہ پہلے پہل کا دل لگانا

وہ فکر نئی نیا تردد — وہ درد نیا نیا تشدد

وہ چاٹ نئی نیا مزا وہ — پانے لگی عشق کی سزا وہ

تھا حشر کیے ہوئے بپا دل — روکے نہ کسی طرح رکا دل

سمجھا سمجھا کے تھک گئی وہ — قابو نہ چلا تو خود چلی وہ

تھا ماہ جہان مقیم منزل — زہرہ سی ہوئی یہہ جا کے داخل

پہلو مین جمیلہ کو بٹھا کر — شہزادہ نے پھر گلے لگا کر

سمجھا سمجھا کے کی تشفی — پونچھا اشکون کو دی تسلی

دے دے کہ غرض اُسے دلاسا — واپس کیا تشنہ دل کو پیاسا

القصہ وہ ماہ دھو کے منھ ہاتھ — نکلا پھر آفتاب کے ساتھ

اک بیشہ کو سدّ راہ پایا — داخل ہوا وہ بلند پایا

ضرغام لقب ہزبر خونخوار | رستم بھی تھا جس کے روبرو خوار
ضیغم کی سپاہ کا سپہدار | اُس بیشہ کی راہ کا تھا رہدار
آیا جو مقابلہ پہ ضرغام | شہزادہ ہوا اجل کا پیغام
شمشیر سے اُس نے شیر مارا | سردار کا تن سے سر اُتارا
سردارِ سپہ ہوا جو بے سر | سمجھے وہ کہ اب نہ ہونگے سر بر
بیدل ہوئی وہ سپاہِ بے سر | بھاگے سب پاؤں رکھکے سر پر
پائی خبرِ شکست پیہم | پھرا ہوا آیا شاہِ ضیغم
سر پنجہ کہ پنجۂ قضا تھا | چنگل وہ کہ چنگلِ بلا تھا
جھرخ پہ ڈکار کر اُٹھایا | شہزادہ پہ تیر سا وہ آیا
غصہ سے اسد کا غیر تھا حال | جھرخ نے اُسے دکھایا رومال
رومال تھا یا کہ ابرِ مُردہ | پانی سا پیا اسد کا غُصہ
رومال سے دست پاک کر کے | پونچھا چہرے کو شیرِ نر کے
کچھ دام کو صید کر کے بیدام | کی دعوتِ بادشاہِ ضرغام
سر کر کے مہم بپائے مردی | پھر ہو گیا گرمِ رہ نوردی
شہزادہ گیا تھا چند فرسنگ | دیکھا سرِ راہ قلعۂ زنگ
اک لشکرِ روسیہ سیہ کار | قلعہ کی حدود کا نگہدار
فوجِ زنگی کا میرِ لشکر | خاطر کی طرح گران سُبک سر
سیرت میں بلا مزاج میں جن | چہرہ کی طرح سیاہ باطن
نازاں تن و توش پر تھا زنگی | تھا دعویِ اژدری نہنگی

شہزادہ کو دیکھ کر چنگھاڑا — منہ صورتِ غار اُس نے پھاڑا

زنگی نے اٹھایا اپنا بھالا — شہزادے نے نیمچہ سنبھالا

گو ہیبتِ خوف و بیم تھا وہ — اک نیمچہ میں دو نیم تھا وہ

زنگی نے جو زنگِ تیغ چاٹا — خون تیغ نے بید رنغ چاٹا

شمشیر تھی یا عصائے موسیٰ — زنگی فرعونِ زرد رو سا

صمصام نے خوب زہر بویا — پانی میں جہنمی ڈبویا

زنگی کو ملی جو روسیاہی — شمشیر نے سرخروئی پائی

یکتا تھا اگرچہ اُن میں ہر فرد — مہرخ سے سیاہ رو ہوئے زرد

کھا کھا کے جوان کی ضربتِ گُرز — صد پارہ ہوئے وہ کوہِ البرز

تلوار نے تُل کے جب کیا وار — دو ایک کے دو کے کر دیے چار

خنجر کی چڑھے جو سان مغرور — زنگی ہوئے شکلِ زنگ کافور

جو آیا پئے نبرد نامرد — خون گرمیِ تیغ نے کیا سرد

شمشیر کا بھی غضب کا تھا کاٹ — اُن سب کو اُتارا ایک ہی گھاٹ

آیا پسِ قلع و قمعِ لشکر — برجِ قلعہ میں ماہ پیکر

عاشق ہوئی اُس پہ دخترِ سالار — اُس پہ کا ہوا زحل پرستار

مہرخ پسِ فتحِ باب نکلا — ظلمات سے آفتاب نکلا

رخصت ہوا ماہرخ مظفر — سرچرخ پہ پا سرِ زمیں پر

آیا اک مرغزار در پیش — گلزار کے مُرغ زار و دلریش

سرچشمہ ہزار ہا تھے جاری — تھی چشم ہزار دا آبشاری

وہ نہر رواں وہ سبزۂ تر — آئی جدول ہرے ورق پر
ہوتی تھی پہنچکے واں گلابی — ہر صبح شعاعِ آفتابی
کاہی کہین صفحۂ زبرجد — دھانی کہین تختۂ زمرّد
مہرخ کی تھی آنکھ خواب جویا — اُس تختِ زمردین پہ سویا
اُس تختہ مین اک شجر تھا پہنا — پہنے ہوئے پھول پھل کا گہنا
سرسبز بلند سر تناور — سیمرغ کا آشیانہ سر پر
سیمرغ کے بچے بے پر و بال — اک مضغۂ گوشت مُرغ کے لال
ہو جاتے مُدام تھے وہ بے پر — اک لقمۂ نرم و چرب اژدر
ملتا تھا یہہ داغ اُن کو ہر سال — ماں باپ کا دل ہوا تھا غربال
بیچارے کوئی مفر نہ پاتے — بچون کے مدام داغ کھاتے
معمول پر اپنے اژدر آیا — موذی آفت سا سر پہ آیا
حدّت سے ہوا جوان جو بیدار — دیکھا اک اژدرِ شرربار
لہرا لہرا کے سمت اژدر — چڑھنے لگا بیل سا شجر پر
دیکھا بچون نے قاصدِ موت — بے موت غریب ہوگئے فوت
شہزادہ نے اُن پہ رحم کھاکر — چلّے سے خدنگ کو ملا کر
پیکانِ قضا سا تیر مارا — چڑھتے ہوئے زہر کو اُتارا
اُترا جو وہ اژدہا پلٹ کر — آیا شہزادہ پر جھپٹ کر
عقرب نے اُس اژدہے کو کاٹا — سیفِ دو زبان نے خون چاٹا
اُن بچون کو چاٹ پر لگایا — طُعمہ سا وہ اژدہا کھلایا

بچون کا تھا گوشت کھانے آیا — بچون ہی نے گوشت اُسکا کھایا
منظور ہوئی جو استراحت — آیا آنکھون مین خوابِ راحت
باقی دن رہ گیا جو تھوڑا — سیمرغ کا پھر کر آیا جوڑا
دیکھا اُسے قہر کی نظر سے — مادہ سے کہا یہہ مُرغِ نر سے
دشمن یہی ہر برس ہے آتا — بچے عوضِ ثمر ہے کھاتا
نر بہرِ ہلاکِ شاہزادہ — آمادہ ہوا کہ بولی مادہ
پہلے دیکھو آؤ تم نشیمن — ناحق نہ ہو خون بارِ گردن
مادہ کی پسند کر گیا پند — دیکھا تو حیات سے تھے جگربند
سیمرغ کے ننھے ننھے بچے — معصومون کی شکل دل کے سچے
کہ گزرے جو دیکھا تھا تماشا — بچون کی طرح سے بے تحاشا
نر نے کہا سُن کے حال سارا — محسن ہے یہہ نوجوان ہمارا
سایہ کی طرح قریب آیا — مہرخ پہ کیا پرون کا سایا
لیتے ہین یہان سے پند ذی ہوش — احسان نہ کرے کوئی فراموش
لاریب کہ بدترینِ حیوان — ہے نا احسان مند انسان
احسان نہ اگر بشر نے مانا — اللہ و رسولؐ کو نہ جانا
احسان ہوا دل کے واسطے دام — سیمرغ ہوا شکارِ بیدام
مہرخ ہوا بخت سا جو بیدار — سیمرغ نے کی ادب سے گفتار
کیا نام حضور کا ہے کیا کام — ارشاد ہو مین کرون سرانجام
بچے مرے آپ نے بچائے — اژدر کا نہ ڈر خطر مین لائے

خادم کو بھی ہے یہی سزاوار — خدمت سے کبھی نہ ہو خطاکار

احوال سے اپنے کرکے ماہر — ماہرخ نے کیا جو عزم ظاہر

سیمرغ کے صاف اُڑ گئے ہوش — بولا کچھ دیر رہ کے خاموش

کیا دل مین حضور کے یہہ آئی — باقی نہین وان پری رسائی

واقاف سے قاف تک ہین دو قاف — دِقّت کی ہر ایک قاف ہے ناف

ہے قلزم ہفت گانہ حائل — سیر یہہ وآفتاب زائل

ہے عزم اگر یہی مقرر — مرضی ہے اگر یہی تو بہتر

سر جیسے ہے زیر بارِ احسان — ہو پُشت بھی زیر بار انسان

فکرِ توشہ شتاب کیجیے — دام و دد کے کباب کیجیے

کھاؤن کی بنائیے پکھالین — اتنا ہو کہ ایک ہفتہ کھالین

سامانِ ضروری کرکے تیار — پُشتِ سیمرغ پر کیا بار

اُس تختِ ہوائی پر چڑھا وہ — جادو کی مثال سر چڑھا وہ

سیمرغ ہوا تھا عرش جو یا — معراج یہہ عشق کی تھی گویا

بارھوین داستان

طے کرنا شاہزادے کا بحورِ ہفتگانہ کو اور پہنچنا شہرِ واقاف مین اور ملاقات کرنا صنوبر بادشاہ سے پھر وارد ہونا سوسن کا نامۂ رشک پری لیکر اور جوابِ نامہ لکھنا ماہ رخ کا

ہان اے مرے کلکِ قدس طینت — دستِ قدرت کے زیب و زینت
ہان اے مرے خامۂ پریخوان — نوری انگشتِ دستِ یزدان
ہان میرے سخن بہار خامہ — رنگین ہو رقم جوابِ نامہ
تقدیر کی چل گئی سفارش — سامان ہے بہم پئے نگارش
دو صفحے ہین دو بیاضِ رخسار — ہر ایک ورق ہے چہرۂ یار
ہر تختۂ مشق لوحِ سینہ — مضمونِ لطیف کا سفینہ
ہے دیدۂ حور کی سیاہی — روشن ہے عجب یہہ روشنائی
موجود برائے سوف ہے خال — ہر نالِ قلم پری کا ہے بال
مژگانِ دراز و چشم حلقہ — ہے میرے لیے دوات و خامہ
اللہ رے اہتمامِ تحریر — یہہ نامِ خدا ہے نامِ تحریر
بیتاب نہ کیون ہو دل بغل مین — قلمین مری زلف کی ہین قلمین
اشعار نہ کیون ہون پُرلطافت — دیکھو مری کلک کی نزاکت
پھولون کی چھڑی قلم ہے میرا — موتی کی لڑی قلم ہے میرا
ہان اے قلمِ شگوفہ اندام — آغازِ سخن کا ہو سرانجام
وہ داغ نہ جبینِ پر دینہ — راجہ اندر کا آبرو ریزہ
وہ کاخِ فلک کا نقش پرداز — سیمرغ سوارِ عرش پرواز
اونچا ہو کر ہوا غبارا — پیشانیِ آسمان کا تارا
ملتی ہوئی سیر تھی قمر مین — سیرِ کرۂ زمین نظر مین
دن کو خورشید جلوہ گر تھا — شب کے لیے وہ سراقمر تھا

گردوں نے خوشی سے چرخ مارا — دل سے مہ و مہر کو اُتارا

سیّارۂ ہشتمی جو پایا — دستار کا پھول اُسے بنایا

خورشید نے دیکھا چشمِ بد سے — جلنے لگا آتشِ حسد سے

در پردہ عدو مہِ شبینہ — رکھتا تھا جگر پہ داغِ کینہ

جاتی تھیں لیے ہوئے ہوا سا — امواج ہوا حباب آسا

جب روئے زمیں کے رخ نظر کی — جا کر سرِ آب پھر نہ سر کی

دیکھا قلزم محیط و موّاج — برپا کیے اک تلاطم امواج

قلزم کا تموّج ایک گونہ — طوفانِ نوح کا نمونہ

پشت سیمرغ کشتیِ نوح — عنقا تھا وہاں پہ نامِ ذی روح

قہرِ قلزم سے آب پُرشور — پانی کا نہ چھپ سکا کہیں چور

چکر میں پڑی ہوئی فلک کی — بے لنگر و بادبان تھی کشتی

گنبد جو فلک کا بے بہا تھا — ڈونگے کی طرح سے بہہ رہا تھا

سہمے دیکھ اُس کی ہولناکی — مرغِ آبی ہوائے خاکی

گھڑیال مگر تھے سوئنس ناکے — کھوئے ہوئے سب عدم کے ناکے

شہزادہ کے دل میں ڈر سمایا — جائے خور و نوش خوف کھایا

ڈر ڈر کے کہا کہ یا الٰہی — کشتی کی مری نہ ہو تباہی

دل جیسے ہے غرقۂ تلاطم — تن ہو نہ کہیں غریقِ قلزم

رکھتا ہے جہازِ مرغ پیکر — مستول نہ بادبان نہ لنگر

رہبر ہے کوئی نہ رہنما ہے — اپنا تو خدا ہی ناخدا ہے

یارب سائل نہ کوئی شئے ہو — یہہ مرحلہ خیریت سے طے ہو
کھائے نہ یہہ موج کا تھپیڑا — اللہ لگائے پار بیڑا
بیڑا نہ ہو رہے یہہ رہ پر — ہر پر کو عطا ہو ندو یہ شہپر
جاتا تھا وہ مرکب ہوائی — اُڑتا ہوا جس طرح ہوائی
طے کر گیا وہ پرندِ دانا — اک ہفتہ مین بحرِ ہفتگانہ
کاتے وہ وہ دن گھڑی گھڑی گن — واقات کا دن تھا آٹھوان دن
پایان یمِ بیکران نے پایا — انجامِ محیط پیش آیا
دیکھا دنیا کو لامکان سے — فرشِ خاکی کو آسمان سے
ہر سو تھی نگاہ بہرِ واقات — دیکھا ناگاہ شہرِ واقات
بادی نے تھا آسمان دکھایا — خاکی عنصر زمین پہ لایا
اک پل مین مثالِ وحی ناگاہ — اُترا بامِ فلک سے وہ ماہ
مرکب کو اُتارا اپنا انبار — ہلکا ہوا بار سے گرانبار
پھر مرغ نے یادگار شہپر — پھر رخ کو دیئے یہہ بات کہکر
مشکل جو پڑے تو پر جلانا — موقوف اس پر ہے میرا آنا
اک گوہرِ بےبہا کا دانا — رخصت ہوا دیکے مرغِ دانا
دُر دانۂ بےنظیر باآب — نادر بےنقص و عیب نایاب
قیمت مین خراج ہفت کشور — قامت مین ترنج کے برابر
لیکر وہ دُرِ یتیم و شہپر — غلطان پیچان چلا وہ گوہر
پہلو مین جو دل کے تھے جوانب — تھے پیش نظر ہر ایک جانب

اک شہر پناہِ شہر دیکھی | شکلِ سدِ سکندری تھی
ہر در درِ فتح سا کھُلا تھا | آغوش کشا ہر اک درا تھا
پایا جو فتوح کا کھُلا در | فاتح نے قدم بڑھایا اندر
دیکھا اک شہر عرش بنیاد | معمورۂ حُسن حُسن آباد
اُس شہر کا شہریار دلبر | رشکِ شمشاد تھا صنوبر
شاہِ وافر تمیز تھا وہ | جانِ ہر دل عزیز تھا وہ
سلطانِ کریم نیک عادل | باشندے حسین خلیق باذل
غلمان حور و پری جن وانس | ہمشکل تھے ہم قماش ہم جنس
جو گھر تھا وہ تھا پری کا مسکن | ہر خانہ تھا دلبری کا مسکن
ہر ایک دُکان تھی حُسن کی کان | الفت کا بھرا ہوا تھا سامان
ہر جنس کی بے بہا بہم جنس | ہر قسم کی تھی وہان نہ کم جنس
انبار دُکان مین یون تھا سامان | جیسے دلِ عاشقان مین ارمان
سودے کے ہزارہا خریدار | الفت نے کیا تھا گرم بازار
ہر سو صنمانِ کافری کیش | جنسِ عشوہ لیے ہوئے پیش
حُسنِ نمکین صبیح اُن کا | ذی روح ہر اک ذبیح اُن کا
شوخی و کرشمہ و شرارت | نایاب بضاعتِ تجارت
ہر چینِ جبینِ جفا کی بانی | ارزان تھی متاعِ سرگرانی
آنکھون مین تھی گردشِ سپہری | سرگرمِ فروغِ سرد مہری
شورِ ارنی و لن ترانی | عاشق معشوق کی زبانی

روشن ہر سمت داغ دل کے — جلتے تھے وہان چراغ دل کے
زردان کا تزرِ گلِ محبت — سکہ تھا وہان کا داغ الفت
گو عشق کے ہر طرف تھے پہرے — لٹتا تھا شکیب دن دوپہرے
کیفیتِ شہر سیرِ بازار — ہر رخ کو کیے تھی محوِ دیدار
گزری شمشاد کی سواری — مانندِ نسیمِ نوبہاری
شمشاد جوانِ سرو بالا — اقبال کا جس سے بول بالا
فرزانہ سنش ندیمِ سلطان — پردہ دارِ حریمِ سلطان
خلقت مین تھی مہمان نوازی — طینت مین سرشتِ پاکبازی
کرتا تھا جدا نہ شاہ دم بھر — شمشاد تھا سایۂ صنوبر
مہرخ پہ پڑی نگاہ شمشاد — حیران ہوا دیکھکر پریزاد
جامے مین مسافرت کے انسان — خورشید سا گردِ رہ مین پنہان
بشرے سے عیان شکوہ صولت — اقبال غلامِ خود بدولت
سائے کی طرح پرِ ہما کے — سائے مین کھڑا ہوا خدا کے
تسخیر پہ ماہ کا تھا اختر — شمشادِ روان ہوا مسخر
حاضر ہوا حاضرات کی شکل — کی عرض ہے گم غلام کی عقل
کس قاف کے آپ ہین پریزاد — کس باغ کے آپ سروِ آزاد
شمشاد ہین آپ کس چمن کے — شمعِ روشن کس انجمن کے
حضرت کا ہوا کہان سے آنا — ہے پیشِ نظر کہان کا جانا
منظورِ نظر اگر ہو راحت — موجود ہے بہرِ استراحت

وارد و صادر کا کفش خانہ
فرمایئے لطفِ خسروانہ

فردوس ہو خانہ باغِ شمشاد
روشن چشم و چراغ شمشاد

شاہوں کے تھے داخلِ مدارا
شاہانہ نواختن گدا را

تشریف شرف گھر پہ رکھیے
دل پر آنکھوں پہ سر پر رکھیے

تحفہ سودا غرض سمجھکر
بازار سے اُس کو لے گیا گھر

حاضر کیا عطر پان حقّہ
شیرینی گزک شراب میوہ

جلسہ ہوا بے تکلفانہ
پوچھا ہنسکر تلطفانہ

آفات کو سہکراے دلاور
اس شہر مین آئے کسطرح پر

بہرخ نے حَسَب نَسَب بتایا
گزرا جو کچھ تھا سب سنایا

پوچھا کہ عزیز جان برادر
گل کرو چگونہ با صنوبر

یہہ سُن کے ہوا اُسے جو سکتا
منہ رہ گیا ماہ رخ کا تکتا

شمشاد نے عرض کی کہ حضرت
مانع ہین مراسمِ محبت

ہوتا نہ اگر یہہ تلطف
کرتا ابھی قتل بے تکلّف

کھنچتا ہے یہان بحکمِ سردار
ایسے خودسر کا سر سرِ دار

مختار ہو مانو یا نہ مانو
پتھر کی لکیر اس کو جانو

سلطان سے گزارشِ حال
پاؤ چلکر سزاے اعمال

جانباز تھا جان پر وہ کھیلا
شمشاد کے ساتھ مین اکیلا

آیا دربار مین خوشی سے
دھوئے ہوئے ہاتھ زندگی سے

آداب دعا بساط بوسی
جو رسمِ ادب تھی وہ ادا کی

پھر نذر دیا دُرِ دلاویز — خجلت سے کٹا ترنج پرویز
دیکھا سلطان نے سلیمان — غربت کے لباس مین پریشان
تقریر و وجاہت و قیافہ — ثابت کرتا تھا شاہزادہ
سلطان نے بلطف و مہربانی — کی دُرجِ دہان سے دُرفشانی
اپنی کہو پیشتر حقیقت — پھر گوہرِ بے بہا کی قیمت
ہے وصف مین کیا کلام اسکے — منہ مانگے ملینگے دام اسکے
مہرخ نے طلب کی جان بخشی — سلطان نے کہا امان بخشی
دربار مین یون ہوا وہ دُربار — بخت و دولت رہین مددگار
کیا عرض کرون حضور کیا ہون — آل خانہ بدوش بے نوا ہون
سیاحِ تہی غریب تاجر — مظلوم لٹا ہوا مسافر
ہے قیمتِ دُر یہی مقرر — گل کرد چگونہ با صنوبر
حاضر ہوا چھوڑ کر وطن کو — سر سے باندھے ہوئے کفن کو
زنہار نہ ہونگا دست بردار — پاداش مین گو کہ سر ہو بردار
سلطان نے کہا کہ خاک بنیاد — ہوتی سی کر آبرو نہ برباد
افسوس زبان کا سہارا — دنیکر سبب تجھے مین نے قول ہارا
اُس صبح کو شکلِ مہرِ خاور — تا قصہ گل کہے صنوبر
دربار سے اُٹھ گیا جو خاقان — عقدِ پروین ہوا پریشان
شمشادِ سرو قد کے ہمراہ — آیا منزل پر اپنی وہ ماہ
کچھ آپ ہی آپ دل تھا بیتاب — زایل ہوئی خواہشِ خور و خواب

لیٹا ہوا صحن مین مکان کے | تارے گنتا تھا آسمان کے
زورِ غمِ جانِ ناتوان پر | نامِ رشکِ پری زبان پر
تھی وردِ زبان دعای مہلت | سوسن پہونچی اثر کی صورت
بیتابیِ شوق نے اُٹھایا | جذبِ دل نے گلے لگایا
پوچھا کہو خیریت پری کی | بولی نہین خبر خود سری کی
کچھ خیر ہے خیریت کہان کی | سر پاؤن کی ہی خبر نہ جان کی
نکلی جو برائے قاصدی مین | شکلِ پیکِ نظر پھری مین
مہرخ کی تلاش مین ملائے | قلابے زمین و آسمان کے
درپیش سفر تھا لامکان کا | گم ہو کے پتا ملا نشان کا
کھولا بازو سے دفترِ غم | قاصد نے دیا بچشمِ پُر نم
منظورِ نظر کا نامہ پایا | کحل البصر آنکھ کا بنایا
کھولا وہ نوشتۂ محبت | مہکی لفظون سے بوئے اُلفت
احوالِ دلِ شکستہ دلگیر | پایا بخطِ شکستہ تحریر
مضمونِ جراحتِ دلِ زار | لکھا ہوا تھا بخط گلزار
کیفیتِ کاکلِ پریشان | خطِ سنبل سے تھی نمایان
لکھی ہوسِ وصالِ دلبر | خطِ توام مین تھی مکرر
دل مین جو بھرا غبار کچھ تھا | تحریر خطِ غبار کچھ تھا
ہیجانِ تپِ غم و الم سے | لکھا تھا جلی خفی قلم سے
وہ نامہ تھا چشم کو بصارت | آسایشِ روح تن کو طاقت

آرام و دماغ و دل کو فرحت — زورِ بازو و جگر کو قوت

تسکین تھا جانِ مضمحل کو — بیدل نے لکھا جواب دل کو

اے نیّرِ اعظمِ پرستان — مہرِ فلکِ وفا پرستان

اے نقش و نگارِ سکانِ دل — اے رنگ و بہارِ گلشنِ دل

اے تا ہمت اے شے مشکل — اے شاہدِ رازِ خلوتِ دل

اے مژدۂ دلنوازِ جانہا — آسایشِ جانِ ناتوانہا

اے ماہِ شبِ درانۂ مہجور — اے شمعِ شبِ فراقِ مہجور

اے مشتریِ نیازِ عاشق — اے باعثِ فخر و نازِ عاشق

اے نازنین ماہروئے مہرخ — اے مہرِ خجستہ خوئے مہرخ

تو مہرِ نگار مین ہون شبنم — تو صبحِ وصال مین شبِ غم

مین ذرۂ ریگ تو ہے خورشید — مین تشنہ دہان تو جامِ امید

مین زخمِ جگر تو مرہمِ دل — تو دلبرِ شوخ مین غمِ دل

تو جانِ جہانِ خوبی — تو روحِ دروانِ روانِ خوبی

مین نقشِ زمین تو عرش جاگیر — مین حرفِ غلط تو کلکِ تقدیر

تو مردمِ دیدہ کے لیے نور — کاشانۂ دل کی شمعِ کافور

اے رشکِ پری پری ہی گر تو — سایہ نہ دریغ مجھسے کر تو

مجنون کو یہہ روز پیش آیا — لیلی شبِ ہجر نے بنایا

چہرے سے یہہ رنگ کھل گیا ہی — سودائے رخِ پری ہوا ہے

جو لالہ ہے داغ ہے جگر مین — جو باغ ہے دشت ہے نظر مین

تو ہے گلِ پُر بہارِ عالم
تو رونقِ لالہ زارِ عالم

جو گل ہے وہ خار ہے نظر مین
جو نخل ہے دار ہے نظر مین

گلزار نہ کس لیے ہو باغی
گلزار ہے تجھسے لالہ داغی

جا آپ کے دل کو دل مین دی ہے
مہمانیِ دل جگر نے کی ہے

مہمان یہہ عزیزِ دل ہے دلبر
صدقے دل و جان ہین ایسے دل پر

آنکھون کو براہِ میہمانی
ہے مدِ نظر نگاہبانی

حاضر ہین جو ہین حواس میرے
دلجوئی کو دل کے پاس تیرے

جو ربط بڑھا ہے دل کو دل سے
پیدا ہے سرشتِ آب و گل سے

پہلو مین ہے دل پئے حفاظت
شیشے کی طرح ہر ایک ساعت

آرایشِ نامہ ہے جو تصویر
ہے زینت و زیبِ کلکِ تقدیر

دیکھے جو یہہ نقشِ دلربائی
تصویر پرست ہو خدائی

رکھتی ہی نہین خدا کی پُرسش
ایسی تصویر کی پرستش

یہہ لکھ کے لکھا خدا نے دانا
جنگل کاٹے ہین دشت چھانا

تدبیر نے ٹھوکرین کھلائین
تقدیر نے گردشین دکھائین

صیدِ دام و رسن بنا مین
شکلِ سوسن ہرن بنا مین

آفات کا سامنا بلا کا
آفت کا مقابلہ قضا کا

وہ اژدہے کی شرر فشانی
سیمرغ کی وہ نگاہبانی

مجمل کچھ ذکرِ شیر و زنگی
کچھ بختِ سیاہ کی دورنگی

پردے مین حروف کے دکھائی
خامے کی زبان سے سُنائی

خط قاصدِ خوش خبر کو سونپا	اللہ کو نامہ بر کو سونپا

تیرہوین داستان

قصہ بیوفائیِ گل زبانی صنوبر بادشاہ اور رخصت ہونا شاہزادہ ماہ رخ کا

ہان اے مرے خامۂ سخن سنج	میزانِ گہر ذخیرۂ گنج
ہان اے قلمِ فسانہ پرداز	افسانہ رقم کنِ فسون ساز
شاخِ گلِ گلشنِ نگارین	دیباچہ نویسِ حالِ پارین
مشہور سب اہلِ فن جہان کے	مشتاق ہین ختمِ داستان کے
احباب ہین بر سرِ تقاضا	ہان اے مری کلک صفحہ آرا
ہان خامۂ گلفشان و گلبار	بستان پرداز و گلستان ساز
پاکیزہ زبان سے بیان کر	گل کرد چگونہ با صنوبر
ہر پہلو سے ہر رقم سے تحریر	جو حرف کرون قلم سے تحریر
روشن مثلِ نجوم ہو جائے	مرزا کی جہان مین دھوم ہو جائے
نکتہ صنعت نہ کوئی چھوڑون	اس مثنوی پر قلم کو توڑون
دریائے سخنوری جو بہہ جائے	نکتہ سنجون مین بات رہ جائے
شورِ نمکینِ مرحبا ہو	سامع کی زبان پر مزا ہو

ہیرے کی قلم قلم ہے میرا ۔ یاقوت رقم قلم نے ہے میرا
آئین مشہورِ دہر شاعر ۔ جھولی بھر بھر کے لیں جو اہر
خامہ سے وہ فیضیاب ہوجائیں ۔ ذرّہ سے وہ آفتاب ہوجائیں
ہاں اے قلمِ نظامِ شاہی ۔ زیبا ہے تجھے کلامِ شاہی
شاہانہ کلام کچھ رقم کر ۔ اقلیمِ سخن ہو تا مسخر
ہاں اے قلمِ شگوفہ پرواز ۔ پھر سلسلۂ سخن ہو آغاز
وہ پردہ درِ حجابِ بلبل ۔ وہ غنچہ کشائے قصۂ گل
وہ نورِ نگاہِ چشمِ غربت ۔ جانِ سفر و دلِ سیاحت
سویا لیلائے شب کے بر میں ۔ جاگا گہوارۂ سحر میں
پہنچا دربارِ شاہ میں ماہ ۔ خورشید نمط سحر کے ہمراہ
سلطان نے اٹھا دیئے سب اغیار ۔ خلوت خانہ ہوا وہ دربار
بارہ زنگی کریہہ منظر ۔ چہرے شبِ تار سے سیہ تر
گل پر کالی گھٹا سے چھائے ۔ دربار میں دست بستہ لائے
گھیرے نہ تھے رو سیاہ گل کو ۔ بھنورے سے لپٹے ہوئے تھے گل کو
زنگی نہ تھے گرد گلبدن کے ۔ تھے مار سیاہ گرد من کے
دیکھو نیرنگِ عشق بے پیر ۔ گل کو پہنایا طوق و زنجیر
آہن کا نہ تھا وہ طوق کالا ۔ اس ماہ کا تھا سیاہ ہالا
کاکل جو رسا تھی تا بہ زنجیر ۔ زنجیر تھی کاکلِ گرہ گیر
ہتکڑیاں تھیں پیش دست بستہ ۔ بیڑی پیس پا تھی پا شکستہ

زنجیر کیے تھی ہوش رفتہ   تھا طوقِ گلو گلو گرفتہ
زنجیر کے جھونک سی لچک کر   لہراتی کمر تھی ہر قدم پر
زنگی گلو بریدہ کا سر   رکھا اک طشتِ زرین لا کر
شکارا یا سمجھ کے خدّام   لے آئی سگِ گلی گلُ اندام
زربفت کی جھول طوقِ زرکار   پہنے ہوئے تھا سگِ وفادار
سونے کی بھنور کلی پڑی تھی   ڈوری موتی کی اک لڑی تھی
اک مسندِ زر نگار لا کر   کُتّے کو بٹھا دیا بچھا کر
کُتا کہ سگِ عزیزِ جان تھا   تا زیست رہا رفیق شہ کا
تحفہ عمدہ نفیس خاصا   شاہی مطبخ سے ہر طرح کا
خوانون مین چُنا ہوا منگایا   کُتّے کو تمیز سے کھلایا
اللہ ری یاوریِ قسمت   کُتّے کے لیے تھا خوانِ نعمت
کُتّے کو طعامِ ہفت رنگی   راتب سا کھلا چکے جو زنگی
پیشِ سلطان ادب سے آئے   زنگی کا سرِ بُریدہ لائے
مارا جو چھڑی کو پڑھ کر افسون   ٹپکے کچھ سر سے قطرۂ خون
دیکھو تو فلک کی فتنہ سازی   ایجادِ جفا ہوئی یہہ تازی
پس خوردہ سگ کھلایا گل کو   زنگی کا لہو پلایا گلُ کو
رونے لگی پہلے وہ گلِ تر   آنکھون سے گرے دُرِ منور
پھر ہنس پڑی گل جو کھل کھلا کے   مُنہ سے جھڑے پھول دلربا کے
آنکھون سے گہر دہن سے پھول   رونے ہنسنے مین حسب معمول

گل نے دربار مین گرائے — خدام ادب اُٹھا کے لائے

سُلطان نے گل و گوہر دکھا کر — مہرخ سے کہا کہ اے دلاور

میری گلِ بیوفا یہی ہے — معشوقۂ دلربا یہی ہے

زنگیِ سرو گلو بریدہ — میرا ہے رقیبِ شوخ دیدہ

مسند پہ ہے جو سگِ نمکخوار — میرا یہہ رفیق ہے وفادار

یہہ وقعت و احتشام و اکرام — کتے کی وفا کا ہے سب انعام

جو خواری و ذلت اِسنے پائی — گُل کی ہے سزائے بیوفائی

ملتا ہے وہی جو کچھ لکھا ہے — تقدیر مین جو بھلا بُرا ہے

ہو جاتے ہین نیک نام بدنام — بدنام ہوئے ہین نیک انجام

قسمت سے نہین کسیکو چارہ — انسان و پری کا کیا اجارہ

حیرت مین یہان ہر اک ملک ہے — چکّر مین پڑا ہوا افلاک ہے

اک روز شکار کو گیا مین — برگشتہ نصیب کھو گیا مین

جنگل تھا نشانِ راہ بھولا — پھرتا رہا جس طرح بگولا

دن بھر مین خون کرکے پانی — صحرا کی تمام خاک چھانی

جنگل نہین کان تھا بلا کا — صحرا نہین دشتِ کربلا تھا

تپتی تھی نسیم ہوا تھی وان گرم — جلتی ہوئی ریت آسمان گرم

ہر سمت وہان اگی ہوئی آگ — ہر سو تھی وہان لگی ہوئی آگ

پائے ہوئے التہاب آتش — تھے خاک و باد و آب آتش

جو نخل تھا نار کا شجر تھا — دوزخ کا نگر وہ دشت گھر تھا

زورِ حدت کمال میں تھا — خورشید وہاں زوال میں تھا
تا گہہ کیا تشنگی نے آگاہ — پیاسے کو ہوئی کنوئیں کی پھر چاہ
اک غار میں اک کنواں تھا پنہاں — یوسف کو ملا وہ چاہِ کنعاں
تھا خشک کیے فراقِ محبوب — بے آب تھا شکلِ چشمِ یعقوب
عجلت میں نہ صاف و پاک دیکھا — اندھا تھا کنواں نہ خاک دیکھا
جلدی سے کمر کسی ہوئی کھول — پٹکے کی رسن کلاہ کا ڈول
مجبورانہ غرض بنایا — اندھوں کی طرح کنوئیں میں ڈالا
کیا چاہ میں سحر کا تھا لٹکا — دل کے مانند ڈول اٹکا
تھا چاہ کی شکل سے نمایاں — یوسف کو کیا تھا اُس نے پنہاں
اُلفت تھی خمیرِ آب و گل میں — یوسف کی تھی چاہ اُس کے دل میں
چاہت کا کنواں تھا عشق کا چاہ — نہرِ کوثر کو اُس کی تھی چاہ
چاہِ ذقنِ پری نشاں تھا — چاہِ بابل مگر کنواں تھا
تنگی میں کنواں تھا دیدۂ مور — کنجوس کا دل کہ گبر کی گور
افلاس کا دستِ تنگ تھا وہ — گویا دہنِ خدنگ تھا وہ
دو پریوں کا وہ کنواں تھا مسکن — دو جادوگرنیوں کا مدفن
زردشت نسب زنانِ فرتوت — روحِ ہاروت و جانِ ماروت
پریاں نہیں چاہ میں نہاں تھیں — آنکھوں میں کنوئیں کی پتلیاں تھیں
یوں چاہ میں وہ تھیں ناہویدا — جیسے دل میں رہے سویدا
یا جیسے جگر کے زخم میں چور — یا جیسے لحد میں زندہ درگور

ناگاہ کنوئین سے آئی آواز
دانا ہے خدائے واقفِ راز

بیجرم ہین مورِدِ جفا ہین
مظلوم ہین زیست سے خفا ہین

بندی ہین اسیر ہین الم مین
قیدی ہین پڑے ہین چاہِ غم مین

اس چاہ سے جو ہمین نکالے
خالق اُسے چاہ مین نہ ڈالے

کچھ ڈر لگا کچھ ترس سا آیا
کچھ خوفِ خدا سے خوف کھایا

رسّی سے نکالا پیرزن کو
اوگلا کالے نے اپنے من کو

کھینچا وہم کی مثال اوپر
حسرت کی طرح نکالا باہر

تھین چاہ مین صورتِ زلیخا
شکلِ یوسف اُنہین نکالا

نکلین مانندِ ماہِ نخشب
نکلین لفظون سے جیسے مطلب

نکلین جیسے کہ دل سے ارمان
نکلین قالب سے جس طرح جان

نکلین دو زنانِ نیم مردہ
کہنہ مُسِن اور سالخوردہ

ضعفِ پیری سے تن بدن سُن
کوزہ پشت و دور از ناخن

موئے سر روئی کے تھے گالے
مکڑی نے لگا دیے تھے جالے

دنیا نو سی بہت پڑا ئی
رکھتی نہ تھین ساحری مین ثانی

قد خم ہو کر ہوا کمانچا
تن سوکھ کے رہگیا تھا ڈھانچا

رگ رگ ہوئی سوکھ کر تانت
مُنہ مین دانت اک نہ پیٹ مین آنت

سینہ مین بھرا ہوا تھا کینہ
جیسے کہ دفینہ مین خزینہ

کہنے لگین اے عزیز دلخواہ
اس قاف مین ایک ہے شہنشاہ

دل مین نہین ہے مہر و مہربانی
ہے قہرِ خدا کی حکمرانی

رسوا کیا شہر سے نکالا | اندھا کیا اس کنوئین مین ڈالا

ہوتے نہ اگر نصیب سوتے | کیون چاہ مین آبرو ڈبوتے

اُس دشت کے پاس ایک دریا | اک چشمہ سے اشک سا ہی نکلا

بہتا اُس کی [illegible] طلا ہے | پانی چاندی کا بہہ رہا ہے

کنکر پتھر جواہر ہین رہین | کہتے یہی جملہ ماہرین ہین

دریا مین ہے ایک گائے بحری | ہے رنگ کھلا ہوا سنہری

قوت مین ہے فیل کے برابر | قامت مین نہال سے تناور

سیمین اندام و سیم تن ہے | تن نقش و نگار سے چمن ہے

آنکھین سونے کی عنبرین بال | شاخِ مرجان کے سینگ کڈال

منھ لعل کا دانت ہین گہر کے | گردن ہے یشب کی کان زر کے

ہیرے کی جڑاؤ یک قلم ران | ناک آبِ طلا کی سربسر کان

یاقوت زبان زمردین دُم | توصیف مین اُس کی عقل ہے گم

گوسالۂ سامری ہے وہ گائے | جس سے ثورِ فلک بھی شرمائے

چلتی پھرتی ہی خشک و تر مین | کھاتی پیتی ہی بحر و بر مین

بر مین صحرا کے دوب چرتی | گو بر ہے کنارِ بحر کرتی

رشکِ گاوِ زمین ہے وہ گائے | گو بر اگر اُس کا جا کے تو لائے

سرمہ سا ہم آنکھ مین لگائین | دو اندھی ہین چار آنکھین پائین

گو بر نہین جان سرمہ کی ہے | صد رشکِ گلِ بکاولی ہے

انجن سا جو آنکھ مین لگائے | پھُلّی جالے کا ڈھند جائے

آنکھون سے پڑین کبھی لالے | اندھے ہو جائین آنکھ والے
تا راسی کھلین یہہ بند آنکھین | روشن مہ سے دوچند آنکھین
اندھے ہو کر جو پائین آنکھین | شاہنشہ کو دکھائین آنکھین
لاتا نہ خطر مین تو مصائب | حاضر رہنا نظر سے غائب
القصہ اُٹھا گیا اور آیا | گوہر آنکھون مین لا لگایا
ظلمت مین نزولِ نور پایا | اندھون نے چراغِ طور پایا
روشن ہوئین شکلِ دستِ بیضا | جن آنکھون کا نور جل گیا تھا
بڑھیون نے کہا کہ ای جوانمرد | اندوہ مین تو ہوا ہے ہمدرد
تکلیف سہی ہماری خاطر | خدمت مین یہہ لونڈیان ہین حاضر
حسن خدمت کا کچھ صلا دین | نعم البدل آنکھ سے دکھا دین
بند آنکھ تھی جب کرم کو دیکھا | آنکھین جو کھلین قدم کو دیکھا
ہے باغ شہنشہی مین اک گل | رخ گل قد سرو زلف سنبل
عکسِ رخِ گل وہ پُر ضیا ہے | منہ شرم سے مہر کا پھرا ہے
شہرت کا یہہ شور چار سو ہے | اُس گل کا نہ گل مین رنگ و بو ہے
رخسار وہ صاف و پُر ضیا ہے | منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہے
چل گلشنِ حسن کو دکھائین | بلبل تجھے گل کا ہم بنائین
مشتاق تھا لے اُڑین وہ پریان | لائین محلِ شہی مین پنہان
سمجھا کر اسو رِ نیک و بد سے | واقف کیا اپنی پھر مدد سے
بولین کہ یہہ راز فاش گر ہو | شاہنشہ کو اگر خبر ہو

فرمائے کہ آگ اسے لگاؤ — اس سوختہ جان کو جلاؤ
اُس وقت یہہ شہ سے عرض کرنا — جل جل کے لکھا تھا میرا مرنا
اس سوختنی کی ہے تمنا — تا سہل ہو استخوان کا جلنا
روغن مرے جسم پر ملا جائے — شعلہ مجھے نفت سا جلا جائے
مل دینگے وہ روغنِ طلسمات — پہنچے نہ ذرا گزند و آفات
یہہ کہکے ہوئین روانہ پریان — آفت ہوئی چشمِ فتنہ گریان
اک شوخ کو زیبِ تخت پایا — سوتا ہوا اپنا بخت پایا
راحت مین تھی چشم نرگسی بند — آرام مین تھی وہ ماہ خورسند
رُخ سایۂ زلف ناز مین تھے — دو شمس شبِ دراز مین تھے
چہرہ فردوس کا تھا ہمدوش — جنت کا کنار اُس کا آغوش
گل رو تھی وہ گلبدن گل اندام — گلرخ گلبرگ تن تھی گلفام
گل پیرہنی تھی اُس پہ طُرّا — اُس سروِ سہی کا نام گل تھا
تھی خواب کی بسکہ بے حجابی — حاصل تھی نظر کو کامیابی
آنکھون نے بہارِ حسن لوٹی — قسمت رہی دست و لب کی پھوٹی
آنکھین رہین محوِ رخ پرستی — خواہش کی ہوئی دراز دستی
کچھ پاس رہا نہ پھر ادب کا — بوسہ لینے کو لعلِ لب کا
کس شوق مین تینے سر جھکایا — مُنہ کو مین قریب مُنہ کے لایا
سُنکر تارِ نفس کی آواز — بیدار ہوئی وہ مایۂ ناز
دونون کی ہوئین دوچار آنکھین — دلدادہ جگر فگار آنکھین

پہلے تو ذرا چرائیں آنکھیں | پھر غصہ میں کچھ دکھائیں آنکھیں
بگڑی وہ نگار شوخ بن کے | قدموں پہ گرا میں سیم تن کے
معشوقانہ مجھے اُٹھایا | محبوبانہ گلے لگایا
مشتاقانہ لڑیں نگاہیں | بیتابانہ کھنچیں کچھ آہیں
باہم دونوں کے تھے دل آئے | بے باکانہ مزے اُڑائے
یہہ دیکھ سکا نہ چرخِ حاسد | نیت ہوئی آسمان کی فاسد
شاہنشہ نے یہہ راز پایا | گُل کو گلچیں نے ہے اُڑایا
پکڑا گیا جرم کی خطا میں | میں دل کی طرح پھنسا بلا میں
عاشق تھا یہہ مجرمِ شہانا | تجویز سزا ہوئی جلانا
دل آتشِ عشق سے جلا تھا | جلنا تنِ زار کا سزا تھا
فرمان دیا ناریوں کو اکبار | صحرا آتش سے کرکے گلنار
ہیزم سا یہہ شوخ چشم ڈالو | دزدِ جرمِ شہی جلادو
بیٹھے باادب کہا کہ شاہا | پیش آیا نصیب نے جو چاہا
مجرم ہوں حضور کا خطاوار | اقبالِ قصور سے گنہگار
لیکن کرمِ شہی ہے موفور | شاہا مری التجا ہو منظور
تیار جب آتشیں ہو گلخن | جھونکیں ملکر بدن پہ روغن
تکلیف جلانے میں نہ دے آگ | باروت کی شکل لے اُڑے آگ
سلطان نے کیا یہہ حکم جاری | مشعل کی طرح جلے یہہ ناری
روغن میں فتیلہ سا ڈبو کر | رکھوا اسے آگ میں بھگو کر

پریون نے خوشی خوشی بہ تعجیل
کی حکم شہنشہی کی تعمیل

تھا مدِ نظر جو حفظِ جسمی
کی مالشِ روغنِ طلسمی

مالش سے ہوا بدن جو کالا
آتش مین مجھے اُٹھا کے ڈالا

تھی آتشِ طورِ عشقبازی
شعلہ نے نہ کی زبان درازی

کرتی نہ تھی جسم پر اثر آگ
گلزارِ خلیل تھی مگر آگ

لاے کا کھلا ہوا تھا گلشن
محفوظ رہا یہہ پھول سا تن

بھڑکا کے مثال آتشِ گل
پہُنچا نہ مجھے گزند بالکل

تھی مہر رخون کی تابشِ رخ
شعلہ رویون کی آتشِ رخ

مجکو جو نہ کچھ جلا سکی آگ
کیا کیا مرے ہاتھ سے جلی آگ

دل آتشِ عشق سے بھرا تھا
دو دوزخون مین مقابلا تھا

نارِ دل کی شررفشانی
اس آگ کو کر رہی تھی پانی

جل بجھ کے ہوئی جو آگ خاموش
زندہ مجھے پا کر اُڑ گئے ہوش

بھاگے اُڑتے ہوئے شرروار
ناری جو تھے محافظِ نار

سلطان سے کہا کہ جہان پناہا
دارا دربان جہان پناہا

مجرم ہے عجب خدا رسیدہ
کامل درویشِ حق گزیدہ

جیتا ہے وہ صورتِ سمندر
خالص نکلا ہے صورتِ زر

سلطان سے وزیر نے یہہ کی عرض
اس بندے کی بندگی ہوئی فرض

شاہنشہ نے کہا کہ بہتر
نذرِ بلبل ہو یہہ گلِ تر

وہ روز تھا عید سا مبارک
بلوا کے مجھے کہا مبارک

موقوف ہے اس پہ گل کی شادی | ہو آپ کے ساتھ گل کی شادی
بیٹے بھی کیا خوشی سے منظور | شادی وہ ہوئی کہ چشم بد دور
گھوما کرے صبح و شام گردون | دیکھے نہ یہہ احتشام گردون
اسباب کثیر نقد زیور | رخصت کیا گل جہیز دیکر
گل کھائے ہوئے تھا عشق کا مین | گل لیکے غرض ہوا ہوا مین
گل کو لیے باغ باغ آیا | ظلمت کدہ کا چراغ لایا
تقدیر سے یہہ نہ آگہی تھی | گل ہی افسوس داغ دے گی
پاکر مجھے نیم شب مین غافل | جاتی تھی کہین وہ ماہ کامل
پھر نور سحر سے واپس آتی | قسمت سے مجھے وہ سوتا پاتی
گذرا اسی شکل اک زمانا | معمول رہا وہ آنا جانا
خوشبوئے وفا نہ گل مین پائی | کھلنے لگا رنگ آشنائی
دیکھو تو زمانہ کی دورنگی | گل کو کیا عندلیب زنگی
گل اُس پہ ہزار دل سے مفتون | گوری لیلا سیاہ مجنون
تھی فکر جو پیش آنیوالی | الجھن مین تھی جان میری ڈالی
تشویش نے خواب کو بھگایا | نقش تقدیر نے جگایا
بند آنکھ مگر تھا دل خبردار | سوتا مجھے جانکر وہ بیدار
اُٹھی پہلو سے درد کی شکل | پیچھے ہوا مین بھی گرد کی شکل
قبضہ مین تھی اک برہنہ تلوار | ساتھی تھا یہی سگ وفادار
پہنچی ایوان زنگ مین گل | آئی قید فرنگ مین گل

ظلمت کدہ مین ہوئی وہ داخل
جیسے کہ گہن مین ماہِ کامل

پوچھا حبشی نے باعثِ دیر
گل نے کہا سب ہوا تھا جو پھیر

مانا نہ وہ حیلۂ درنگی
لایا اک تازیانہ زنگی

جس گل پہ نہ پھول کی چھڑی بھی
بھولے بھٹکے کبھی پڑی تھی

افسوس کہ اُس کو تازیانے
مارے زنگیِ بے حیا نے

دونون شیر و شکر ہوئے پھر
یکجا شام و سحر ہوئے پھر

آنکھون مین سمایا جیسے کاجل
چھایا مہ پر سیاہ بادل

کیا حضرتِ عشق کے ہین نیرنگ
دوڑا کافور پر سیہ زنگ

ظلمات سے نکلا آبِ حیوان
گل کے قالب مین پڑ گئی جان

دیکھا گل کا جو یہہ وتیرہ
آنکھون مین ہوا زمانہ تیرہ

حملہ آور ہوا کمین سے
دشمن سا ملا عدوِ دین سے

زنگی کی ہوئی یہہ گل مددگار
تازیِ رفیق تھا مرا یار

زنگی پہ چلا سگِ یگانہ
اُس کلب نے مارا تازیانہ

تازی نے جو تازیانہ کھایا
زنگی کو شکار سا دبایا

اقبال نے کی جو سرپرستی
حاصل ہوئی مجکو چیرہ دستی

سرِ زنگیِ خیرہ سر کاٹا
کشتون سے تمام دشت پاٹا

دو اک جو بچے ہوئے وہ منفور
ہین دارِ شہی مین آیا منصور

منجملہ ہے اُن کے ایک بیدین
مخفی تہِ تختِ شاہ ماچین

دلچسپ سُنی جو یہہ کہانی
شاہ و د اتفاق کی زبانی

مہرخ نے کہا کہ حضرتِ من ‌ ‌ مشہور ہے بیوفائیِ زن
جو دیجے اسے سزا سزا ہے ‌ ‌ اس بوالہوسی کا یہ مزا ہے
سلطان نے کہا سن اے مسافر ‌ ‌ درکار ہو گر زر و جواہر
پُر زر موجود ہے خزینہ ‌ ‌ زر کرتے نہین سخی دفینہ
مہرخ نے کہا شہِ خردور ‌ ‌ محتاج نہین غریب پرور
مفلس ہون نہ مالدار ہون مین ‌ ‌ تاجر ہون نہ شہریار ہون مین
مین بندۂ زر زرا نہین ہون ‌ ‌ درویش ہون پر گدا نہین ہون
افلاس مین تن ہے دل نہین ہے ‌ ‌ لالچ مری آب و گل نہین ہے
پائے ہمت بڑھا کر اے شاہ ‌ ‌ یان دستِ طلب کیا ہے کوتاہ
کرنا مہمان کو رضا مند ‌ ‌ خاوندی ہے آپ کی خداوند
یہہ کہہ کے وہ رہ نوردِ غربت ‌ ‌ شہ سے ہوا مثلِ ہوش رخصت
خوش آیا فرودگاہ پردہ ‌ ‌ درویش سا خانقاہ پروردہ

چودھوین داستان

واپسی شاہزادۂ ماہ رخ کی طرف وطن کے اور اثنائے راہ مین ہمراہ لینا ملکۂ جمیلہ بانو اور دختِ سالار اور ملکۂ مہر انگیز اور شنک پری کو اور پہنچنا وطن مین اور ملنا ماں باپ سے

اے رنگ دہِ ریاضِ عالم — بسم اللہ بیاضِ عالم
موزون کنِ قامتِ صنوبر — رنگین سازِ رُخِ گلِ تر
صیقل گرِ گردہ مہ و مہر — صورت گرِ چہرۂ پری چہر
روشنگرِ چشم نجم و اختر — شیرازہ بندِ ہفت کشور
سرمہ کشِ دیدہائے بینش — گلدستہ بندِ آفرینش
قیمت افزائے پارۂ سنگ — جوہر دہِ سنگ لعلِ خوشرنگ
خلاقِ زمین و آسمانہا — جان ور روح و تن ور و انہا
شاہنشہِ بے نگین و بے تخت — قسمت بخشِ نصیبہ و بخت
عالم کو ہے تجھسے فیضیابی — ذرّہ ذرّہ سے ہے آفتابی
دی فہم کو تونے رہنمائی — بخشی سایہ کو ہے ہمائی
دی عقل و خرد کو موشگافی — دی فکر و خیال کو گزافی
بخشی ہے زبان کو خوش بیانی — خامہ کو ہزار داستانی
اے منشیِ ہر چہار دفتر — منظوم نمائے نظمِ اختر
بے نطق زبان جو حرف زن ہو — اعجاز نما مرا سخن ہو
خامہ تحریر مین جو خم ہو — ہر دایرہ شکل جامِ جم ہو
سیدھا جو ہو صورتِ صنوبر — طوبیٰ سے ہو قدکشی مین ہمسر
تحریر جو حرف ہون نگین ہون — ہر خاتمِ دل پہ زہ نشین ہون
ہوجائے صریرِ خامہ سے دنگ — ہر نغمۂ بلبلِ خوش آہنگ
سو جون کی طرح چلے روانی — دریا دریا ہو تر زبانی

ہر لفظ ہو دُرِّ دُرجِ تقریر ہر نقطہ ہو نجمِ برجِ تحریر

خامہ جو رواں درم رقم ہو خط میں خطِ عارضِ صنم ہو

دندانِ سمنبراں ہو تشدید جزم روشن ہو نجم ناہید

ہوں زیر و زبر بتوں کی مژگاں نقطے خالِ رُخِ حسیناں

ہر پیش خمیدہ نوک گیسو سطروں کی صفیں صفانِ ابرو

حرفوں کی کشش قدِ کشیدہ لفظوں کی روش گلِ رسیدہ

ہاں فکرِ ہما کمند مرزا طبع جدت پسند مرزا

تاریکیِ شب ہوئی جو راہی چھوٹی رُخِ صبح سے سیاہی

بدلا شبِ ہجر لو سحر نے پھرا دیا شمس کو قمر نے

واللیل کو ختم کرکے خورشید والفجر کا کھولنے لگا بھید

پھیکی سی ہوئی سیاہیِ شب روشن ہوا والضحیٰ کا مطلب

کٹنے لگا رنگِ لیلیِ لیل جیسے رخِ ماہ پارہ سے میل

چھٹنے لگی زلف کی درازی بھولی سب اپنی ترکتازی

گھٹنے لگے عمرِ شام کے دن پہنچا شب کا تمام کوسن

بڑھتا ہوا آیا ترکِ نوروز روزِ فرخ سعید و فیروز

غائب ہوا لشکرِ صف آرا پوشیدہ ہوا نظر سے تارا

مستور نجوم سے تھے قمر بھی آیا کوئی نہ پھر نظر بھی

آئی جو بہارِ صبحِ عشرت رخصت ہوئی شب خزاں کی صورت

جانِ رفتہ جہاں میں آئی اٹھی پئے بندگی خدائی

بیٹھے بہرِ وضو نمازی — استادہ پئے جہاد غازی
آویزۂ گوش اذان کی آواز — مرغانِ سحر ترانہ پرداز
تسبیح بدستِ حق گزیدہ — اوراد بلب خدا رسیدہ
عابد محوِ عبادتِ حق — زاہد غرقِ ریاضتِ حق
حافظ محظوظِ دورِ قرآن — قاری قرأت سے ناظرہ خوان
صوفی مصروفِ پاسِ انفاس — واعظ مشغول ایہا الناس
عاشق محوِ نظارۂ یار — روئے معشوق وقفِ دیدار
مستانِ صبوح کش مے آشام — راہی سوئے میکدہ بکف جام
رندِ آزادِ عاشقانہ — عازم طرفِ قمار خانہ
فاسق فسق و فجور مین گرم — آرایشِ طاق شیشۂ شرم
ترسابچگانِ سامری فن — ایمان کے عدو خرد کے دشمن
بدمستِ خمارِ بادہ نوشی — استادہ برائے مے فروشی
اطرافِ دکانِ مے فروشان — ہنگامہ و شورِ بادہ نوشان
سو سو کر اٹھے بتانِ پرفن — راہی سوئے بتکدہ برہمن
گبر و ترسا سوئے کلیسا — گرجا چلے پیروانِ عیسا
زنگولہ جرس ستانہ ناقوس — قرنا شہنائی نوبت و کوس
خوش خوش ہر سو لگے بجانے — صبحِ عشرت کے شادیانے
گلزار مین دی خبر صبا نے — گائے بلبل نے شادیانے
گل فرطِ طرب سے کھلکھلائے — پھولے نہین جامہ مین سمائے

گلزار کی جان سروِ ناشاد — قمری نے کیا خوشی سے آزاد
شمشاد خوشی سے یہہ ہوا شاد — پایا دنیا مین نام شمشاد
تھا دورِ مئے طرب چمن مین — ساری تھا سرورِ انجمن مین
ہر ساغر و جام خندہ زن تھا — رشکِ فردوس ہر چمن تھا
مینا کے لبون پہ قہقہے تھے — مرغانِ چمن کے چہچہے تھے
آمد ہے بہار کی چمن مین — آمد پھر جان کی ہے تن مین
پژمردہ سمن برانِ بُستانِ — تر و سے ہوئے شگفتہ خندان
ہان خانۂ نازنینِ مرزا — معشوقۂ دلنشینِ مرزا
مجکو تری شوخیون پہ ہے ناز — عالم کو دکھانیا کچھ انداز
ہوتی ہے تمام شامِ غربت — آتی ہے چلی صباحِ وصلت
شہزادۂ کامگار و فرخ — رشکِ مہ و مہ جبین و مہرخ
پھرتا ہے زمانہ سا وطن کو — جاتا ہے بہار سا چمن کو
پھرنا یہہ نصیب کا ہے پھرنا — عاشق کو حبیب کا ہے پھرنا
پھر تو بھی سرورق روان ہو — پھر نظم جدید داستان ہو
پھر جاہ و جلال کا وہ دلبند — اقبال کا ارجمند فرزند
سیاح سیاحت و سفر کا — تھا شام سے منتظر سحر کا
گذری جو دل و جگر پہ گزری — شب منتظرِ سحر پہ گزری
نکلا وہ دمِ سحرگہی مین — نکلا خورشید ہمرہی مین
تنہا نہ تھا وہ بلند پایہ — ہمراہ تھا ہمرہی کو سایہ

طے کرکے وہ ماہ منزلین چند ہوکر رہِ واپسی کا پابند
صد شکر سلامتی سے بارے جا پہنچا محیط کے کنارے
سیمرغ کا پر تھا بالِ عنقا اقبال کا بال پر ہما کا
سیمرغ کی لو مین پر جلایا لپکا ہوا شعلہ سا وہ آیا
حاضر ہوا حاضرات کی شکل کی عرض کہ اے نجات کی شکل
کیون یاد کیا ہے کام کیا ہے کیا فکر ہے اہتمام کیا ہے
مہرخ نے کہا کہ اے مددگار امداد ہے واپسی پہ درکار
سیمرغ نے عرض کی بہت خوب توشہ کا بھی ہو قدیم اسلوب
القصہ تمام کرکے سامان بیٹھا سیمرغ پر سلیمان
راہی ہوا مرکبِ ہوا وار اترا اِس پار سے وہ اُس پار
پھر دشت تھا اور دشت گردی پامردی کے ساتھ رہ نوردی
منزل کو دو منزلہ بناکر اور قلعۂ زنگیان مین آکر
وحشت سالار کو لیا ساتھ راہی ہوا ایسے کے ہاتھ مین ہاتھ
گردش مین تھے شکلِ جام دونون ملکر چلے صبح و شام دونون
رستے سے ہوئی جمیلہ ہمراہ طے منزلین کرکے جملہ وہ ماہ
پہنچا بسوادِ مہر انگیز بھیجا یہ پیامِ لطف آمیز
دیوانہ ہوا تھا جو کہ غائب آزار اُٹھا کر اور مصائب
حاضر ہے ہوا بقدرت رب دینے کو سوال کا جواب اب
القصہ نئے سرے سے دربار آراستہ ہو گیا پھر اک بار

پوچھا گیا پھر وہی مکرر — گل کر دو چگونہ با صنوبر
مہرخ نے کہا یہ مسکرا کر — حاضر کرو اُس کو جلد لا کر
زنگی جو ہے بیحیا و بیدین — مخفی تہِ تختِ شاہِ ماچین
حیران ہوئی پتے کی سُنکر — بولی وہ نگارِ ناز پرور
کہنا بس اسیقدر ہے کافی — پایا ہین نے جوابِ شافی
دو روز مین انتظام ہوکر — شاہانہ سب اہتمام ہوکر
اُس مہر کا ماہ سے کیا عقد — اجناس و ظروف و زیور و نقد
نقرہ و طلا زر و جواہر — بیرونِ شمار سب بظاہر
سامان اسباب اور اثاثہ — اور اشتر و اسپ و فیلِ خاصہ
کثرت سے غلام اور کنیزین — رخصت کیا دیکے جملہ چیزین
شاہانہ طریقہ سے روانہ — لیکر ہوا جملہ کارخانہ
ہمراہ ہوئی خواصِ خودکام — شیدا اُسے ماہ رُخ دلآرام
منزل آگئے جو پیشِ پا ہے — آنکھون سے اگر کٹے بجا ہے
منزل وہ نیاز و نازکی ہے — معشوقۂ دلنوازکی ہے
رشکِ پری و بشرکی منزل — سر آنکھون سے اُسنے سر کی منزل
عازم وہ ہوا اُدھر سفر کا — اب حال سنو ذرا اِدھر کا
تھی رشکِ پری کو بیقراری — حالت تھی عجیب اُس پہ طاری
بیچین تھی مضطرب تھی بیتاب — مفقود تھی خواہشِ خور و خواب
چھائی ہوئی دل پہ اک رکاوٹ — ساری رگ و پے مین سنسناہٹ

لب خشک تھی نم تھی چشم رخ زرد — ساری سارے بدن مین تھا درد
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا تھا — سب جسم کا دم نکل رہا تھا
نازک تھا مفارقت کا دلدوز — گریان تھی وہ شمعِ محفل افروز
آنکھون مین سرشک لب پہ تھی آہ — داخل ہوا شاہزادہ ناگاہ
بیتابیِ شوق مین لپٹ کر — باہم وہ ملے چمٹ چمٹ کر
اُترین جو سواریان زنانی — ظاہر کی پری نے سرگرانی
آنکھون سے لہو کی تراوش — نیشِ غم نے جگر مین کاوش
دیکھے جو یہہ ماہ رخ نے تیور — کی رشکِ پری سے عرض ڈر کر
سب نے کیا کار سے نمایان — ہر اک کا ہے ایک مجھپہ احسان
پھر رشکِ پری کے پاس لاکر — بولا وہ جمیلہ کو دکھا کر
جامہ تھا ہرن کا جیسے پایا — اِس نے مجھے آدمی بنایا
ماچین کی ہے جو شاہزادی — اصلِ مقصد کی رہنما تھی
اور یہہ جو خواص ہے دلارام — آئی مشکل مین تھی مرے کام
جو تھی کے یہہ چہرے سے عیان ہے — بنتِ سالارِ زنگیان ہے
لائی نہ فراق کی جو طاقت — منظور خوشی سے کی رفاقت
بولی وہ پری بہ کج ادائی — بنتی نہین بات گو بنائی
دو ایک کہون اگر مین چڑھکر — رہ جاؤ گے چپ پتے کی سُنکر
سچ ہے مرے ہجر مین بنی تھی — جینا نہ تھا بلکہ جان کنی تھی
ابرو کی گرہ پڑی تھی دل مین — ہر نوکِ مژہ گڑی تھی دل مین

تم مجھے نہ کہ ہین ملول و ناکام | ہین بھی نہ کہ تم بعیش و آرام

ہین ہی تھی بہارِ بزمِ عشرت | مین ہی تھی کسی کے دل کی راحت

مین ہی کفِ غیر سے تھی میخوار | مین ہی مئے وصل سے تھی سرشار

میری ہی تو چشم سے سراپا | آثارِ خمار ہین ہویدا

خمیازے ہین ہی تو کھینچتی ہون | مین ہی تو جمائی لے رہی ہون

میرے ہی تو ہین یہہ دو لبِ تر | رنگِ مئے شنگرفی سے احمر

یہہ ہاتھ جو لال ہین مرے ہین | گل سے یہہ جو گال ہین مرے ہین

میرے ہی تو سرخ ہین کفِ پا | مینے ہی کیا ہے خون وفا کا

میرے ہی بسے ہوئے ہین گیسو | میرے ہی تو ہین یہہ عنبرین مو

کیا مجھپہ بنی کسے بتاؤن | اپنی بپتی کسے سناؤن

پتھر کا دل و جگر تھا میرا | سودا اٹھا ہزار سر تھا میرا

خاطر مین مصیبتین نہ لائی | ہنس ہنس کر جو پڑی اُٹھائی

جیتی تھی بہم لبون کو سیکر | دیکھے کوئی اس طرح سے جیکر

کاہیدہ بکمال ہو گئی تھی | ابرو کی مثال ہو گئی تھی

فاقہ پہ کیا جو مینے فاقہ | غش سے نہ ہوا کبھی افاقہ

دمساز نہ تھا بجز دمِ سرد | غمخوار نہ تھا بجز غم و درد

دلسوز بنی تھی آہِ سوزان | دل صورتِ شمع تھا فروزان

پتھر تھا اگر رفیق سر تھا | زندان تھا اگر تو میرا گھر تھا

تھا نالہ مرا ہوا خواہ | مرنے پہ مین مر رہی تھی جانکاہ

تمنے نہین گریہ نے دیا ساتھ | تھا آہ و فغان کا ہاتھ مین ہاتھ

تمنے نہین غم نے مجکو چاہا | تمنے نہین درد نے نباہا

کی تمنے کہ رنج نے رفاقت | کی تمنے کہ نالہ نے محبت

دلسوز تھے آپ یا الم تھا | غمخوار تھے آپ یا کہ غم تھا

جانسوز تھے آپ یا کہ وحشت | ہمدرد تھے آپ یا کہ حسرت

تھے آپ رفیق یا بُکا تھی | جو آہ تھی تا فلک رسا تھی

سہے ہے شبِ ہجر کی درازی | اور درد و الم کی جان گدازی

وہ روزِ فراق کی مصیبت | پاسِ ناموس کی اذیت

وہ جوشِ جنون کا ضبط کرنا | وہ کنجِ الم سے ربط کرنا

وہ داغِ مہاجرت کی سوزش | وہ تیغِ مفارقت کی بُرِش

وہ طعنۂ اقربا و اغیار | جو تیر سے دل کے ہوتے تھے پار

تمنے سہے صبر سے کہ ہمنے | صدمے یہہ اُٹھائے کیسکے دم سے

پہلو مین نہ آپ تھے نہ دل تھا | اک دردِ فراق جان گسل تھا

گو چاہا نکلنا میرے دم نے | رستا نہ دیا رہِ عدم نے

صد شکر کہ اب بھی آپ آئے | کھوئے ہوئے مدتون کے پائے

آئی نہ مری سمجھ مین یہہ بات | ہدیہ ہے نہ ارمغان نہ سوغات

ہان ہان غلطی پر آپ مین ہون | طعنے ناحق کسی کو کیون دون

کیون کر کہون خالی ہاتھ آئے | سو تین مرے واسطے ہین لائے

اللہ ری آپ کی سخاوت | احسان کرم عطا عنایت

مین رہ گئی شکلِ خار ہو کر ــ تم ایک سے آئے چار ہو کر

گھڑیان کاٹی تھین مین گن گن ــ رو رو کے کٹے پہاڑ سے دن

کیا کیا نہ ترے بغیر گزری ــ گزری جو کچھ کہ خیر گزری

بیکار اب اُس کا ہے اعادہ ــ پایا جو تھا پیشِ پا فتادہ

کب شکر نصیب کا ادا ہو ــ ہوتا ہے وہی جو کچھ بدا ہو

اس شکل پہ دل ہر ایک دیگا ــ مجھسا نہ مگر تمھین ملے گا

شہزادہ نے دم بخود سنا یہہ ــ پھر جوڑ کے ہاتھون کو کہا یہہ

پیارے یہی ہے غلط خیال تیرا ــ ہے اسکا خدا گواہ میرا

مجبور تھی کر رہی ضرورت ــ نکلی نہ مفر کی کوئی صورت

چاہا ہر چند گو بچانا ــ کرتا تھا مخالفت زمانا

جانی ہو خطا معاف میری ــ تو بیوی یہہ لونڈیان ہین تیری

اور مین بھی غلام ہون تمھارا ــ سن جاؤ کہین بس اب خدارا

یہہ کہہ کے گرا قدم پہ اُس کے ــ چھوڑا سب کچھ کرم پہ اُس کے

جھک کر قدمون سے سر اُٹھایا ــ دلدار تھا سینہ سے لگایا

زائد ہوا عیش غم ہوا کم ــ رہنے لگے سب خوشی سے باہم

ہان خامۂ گلفشان و گلباز ــ جا ہا نہ روش روِ سبکتاز

آرایشِ دستِ نکتہ پرور ــ آرامِ انا ملِ سخنور

باقی ہے شبِ فراق پایان ــ وہ صبحِ وصال ہے نمایان

چل تو بھی زمانہ کو دکھادے ــ جادو رقمی کے پاک جادے

تاریکی شب ہے گر سیاہی ۔ صبح روشن ہے روشنائی

سعجز رقمی سے ہین فراہم ۔ اک بیت مین صبح و شام باہم

کرتی ہے زمانہ کی دورنگی ۔ ہم قافیہ زنگی و فرنگی

القصہ وہ جملہ رشکِ پروین ۔ تھے عیش اندوزِ بزمِ رنگین

سب گل کی مثال تھے چمن مین ۔ انجم کی طرح سے انجمن مین

خوش خرم و منبسط تھے شادان ۔ تھے غافلِ انقلاب نادان

دن عید کا دن تھا شبِ قدر ۔ غافل کہ فلک تھا در پئے غدر

اُس غنچہ پہ تھا حسد کا دیدہ ۔ وو پھول ہوئے خزان رسیدہ

جانے مین زبسکہ تھی عجیلہ ۔ راہی ہوئی بہشت جمیلہ

سوئی بعد اُس کے پھر بآرام ۔ گہوارۂ قبر مین دلارام

پھر شمعِ حیات غیرتِ حور ۔ گلگیر قضا نے کی جو بے نور

پژمردگی اُس چمن مین چھائی ۔ افسردگی انجمن پہ چھائی

دل تھا جو اُچاٹ ماہرخ کا ۔ عازم ہوا وہ وطن کے رخ کا

حب الوطنی نے دل دُکھایا ۔ مان باپ کی یاد نے ستایا

پھر رشکِ پری سے کرکے شورا ۔ سامان سفر کا کرکے پورا

چلنے کا سب انتظام کرکے ۔ رہرو وہ مقیم تھے سفر کے

ہمراہ لیے ہمہ بُنگاہ ۔ تھی رشک پری بھی اُنکے ہمراہ

چندے رہے رہروی کے پابند ۔ طے کرکے غرض منازلِ چند

پہنچے وہ نواحیِ عجم مین ۔ دم آیا مسافرون کے دم مین

از راہِ فریضۂ سعادت — بھیجا یہہ عریضۂ ارادت

اے قبلہ و کعبۂ معظم — اے واجب الاحترام واکرم

رخصت جو پئے شکار لیکر — رخصت ہوا داغِ ہجر دیکر

درپیش جو کار تھے ضروری — اتبک ہوئے مانعِ حضوری

تھے وہ نہ امورِ اختیاری — ہے اسکا گواہ ربِّ باری

فدوی کی معاف گر خطا ہو — اکرام و نوازش عطا ہو

لیکن ہمراہ چند اسامی — ہو حاضرِ خدمتِ گرامی

حضرت کے قدوم سر پہ رکھے — آنکھون پہ دل و جگر پہ رکھے

راحت ہو مری نظر کو حاصل — آرام دل و جگر کو حاصل

تحریر پسر کی ہاتھ آئی — مان باپ نے جانِ تازہ پائی

واپس ہوئی گم شدہ بصارت — آئی تنِ ناتوان مین طاقت

بیٹے کو خوشی خوشی بولایا — رو رو کر اُسے گلے لگایا

بہوون کو بھی سینہ سے لگاکر — پہلو مین مثالِ دل بٹھاکر

مِن عَن سُنی سرگزشت ساری — بولے ترا شکر ربِّ باری

کھوئے ہوئے کو جو لا ملایا — زندہ اُسے ہمکو پھر دکھایا

شکرے کا پھر پڑھا دوگانہ — شکرانۂ خالقِ یگانہ

جانین دل و جان سے فدا کین — مانی ہوئی منتین ادا کین

قفلون کو خزانہ سے اُٹھایا — اللہ کی راہ مین لٹایا

نذرین ہوئین جدا و نیازین — مسجد مین پڑھی گئین نمازین

بر پا ہوئین محفلین طرب کی — بر آئی دلی مراد سب کی

یارب اسی شکل تیرے واری — بر آئے مرادِ دل ہماری

اوقات بسر ہو شادمانہ — محفوظِ حوادثِ زمانہ

اے عالم و اے علیم و دانا — اے قادر و اے قوی توانا

بر نہجِ حسن طریقِ شایان — پہنچائی یہہ مثنوی بپایان

مانع ہوئی کوئی شئے نہ حاجب — شکر یہ ہے تیرا مجکو واجب

الشکر لخالق البرایا — والحمد لواہب العطایا

دی جس نے قلم کو تر زبانی — انسان کو عطا کی خوش بیانی

رونق کی زبان سے دہن کی — تعلیم طریقۂ سخن کی

ہان اے سخن آفرین خداداد — کوئی نہین جو سخن کی دیوے داد

وہ کی ہے فلک نے حقہ بازی — مفقود ہوئی سخن نوازی

کس وقت تو وارِد جہان ہے — جب قدرِ سخن نہ قدردان ہے

اب ہے جو زمانہ سفلہ پرور — باقی نہ رہا کوئی سخنور

ہر بیت پہ اشرفی کہان اب — با حوصلہ لوگ وہ گئے سب

ایسا تو نہین کوئی نظا ہر — ہر شعر پہ دے زر و جواہر

ہے کوئی جو پیل بار زر دے — منہ موتیون سے سخن کا بھر دے

ہے حوصلہ پست پست ہمت — ہے بغض حیا نہ ہے مروت

زر کیسا نہین ہین داد دیتے — دینے کا نہین ہین نام لیتے

کینہ بھی ہے رشک بھی حسد بھی — انصاف سے ہے تہی جسد بھی

اشعارِ مدیحہ سُن سُنا کر — کہتے ہین مذاق سے بنا کر
حاضر دل وجان تو ہین سرِ دست — زر می طلبی سخن درین است
دل نے کہا میرے مجھسے خاموش — یہہ طیش بجا نہین نہ یہ جوش
یہہ قول بھی ہے غلط سراسر — عقل اس کو کرے کبھی نہ باور
جب تک ہے دکن کا شاہِ عالی — دینا نہین قدر دان سے خالی
بیمثل ہے بخشش و عطا مین — بے شبہ ہے جو دمین سخا مین
وہ ہے بزمانہ شاہِ عادل — وہ ہے بجہان خدیوِ باذل
خود وہ ہے سخنور و سخن فہم — ہین اُس کے صفات خارج از وہم
مخدوم و معظم برایا — بحرِ کرم و یم عطایا
دریا دل و یم نوال ہے وہ — اس وصف مین بیمثال ہے وہ
ہے حاضرِ آستان خدائی — کر تو بھی مقدر آزمائی
شاہا یہہ ہے ہدیۂ مختصر — لایا پئے پیشکش ہے احقر
تشریف قبول گر عطا ہو — ممتازِ جہان یہہ بینوا ہو
منصب سے یہہ سرفراز ہو جائے — ہم جنسون مین بے نیاز ہو جائے
ہے داغ کی جائداد خالی — ہو داد[1] کے نام پر بحالی

تمت

[1] مصنف کا نام خداداد ہے عزیز و اقارب دوست و احباب محبت و اختصار کی راہ سے صرف داد کہتے ہین اس موقع پر داغ کی رعایت اور مناسبت سے استعمال ہوا۔

بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ باتمام رسید

تاریخ اتمام تصنیف مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مصنف

سالِ اتمام در سنِ فصلی	مثنویِ گل و صنوبر شد ۱۳۱۴ف

تاریخ طبع مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مرزا عثمان بیگ صاحب پسر مصنف

جب قصہ صنوبر اور گل کا	مرزا کے قلم سے ہو کر ایجاد
مشہور ہوا چہار جانب	دینے لگے سب کلام کی داد
تسلیم کیا سخنوروں نے	یہہ نظم ہے خامہ ریز استاد
تصنیف دلا یہہ بے تکلف	ہے شہرتِ میرزا کی بنیاد
تاریخ کی فکر جو مجھے تھی	صد شکر ہوا مین اُس سے آزاد
تحریر کیا یہہ سالِ فصلے	لکھی ہے یہہ مثنوی خداداد ۱۳۱۵ف

تاریخ طبع مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مرزا سلیمان بیگ صاحب پسر مصنف

یہہ مثنویِ گل و صنوبر	ہے نظم مین ایک تازہ ایجاد
تیار ہوئی جو طبع ہو کر	عالم ہوا دیکھکر اُسے شاد
ہونے لگے شہر شہر چرچے	دینے لگے داد جملہ اُستاد
گلزارِ نسیم نقشِ اوّل	نقش ثانی کی ہے یہہ بنیاد
برجستہ کہی یہہ مینے تاریخ	ہے دولتِ نادرِ خداداد ۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ نواب محمد جعفر خانصاحب المتخلص بہ حنیفؔ

مشفقِ من میرزائے باوقار	در نظامِ نظم ناظم بے نظیر

نکته سنج و موشگاف و نغز گو — در سخن هر کس ندارد این خمیر
فیض او آتش گلشن معنی دمید — آب رحمت میدهد کلک مطیر
صنعت ایجاد طبعش لاجواب — انوری دارد نه این روشن ضمیر
طرز او در صنعت و ترکیب نظم — مینماید قدرت رب قدیر
چون ز کلکش مثنوی آمد پدید — بر فلک در وجد شد حال دبیر
بیت او ابیات ابروی بتان — نقطه هایش مردم چشم بصیر
حرف را هر دایره خورشید و شان — شعر او روشن تر از ماه منیر
جوهر معنی و لفظش آشکار — جلوه گر در آئینه مهر منیر
صد هزاران آفرین شد در — در وجود آفرینش بی نظیر
مثنوی این است یا رشک ارم — نزهت او دلربا و دلپذیر
چون حزین در فکر سال او شدم — گفت هاتف - این کلام بی نظیر
۱۳۲۴

قطعه تاریخ طبعزاد محمد حسین صاحب بلیغ فتحپوری

مرکب باد صبا اندر گل تر ساخته — بوی عطری کو بکو دم ساز عنبر ساخته
آب و تاب حسن دلبر رنگ گوهر ساخته — در هوای او دل شوریده مضطر ساخته
شیرین و فرهاد عشق لیلی مجنون گذشت — در جواب او جمال گل صنوبر ساخته
شاعر معجز رقم مشهور میرزا لکهنوی — معنی عشق صنوبر سلک گوهر ساخته
قدر گوهر شه بداند یا بداند جوهری — ذره عشق صنوبر مهر انور ساخته
قطره خون جگر آمد ز یم فکر سخن — گوهر نایاب معنی چون سمندر ساخته
قائلش چون گرد ... دلبر بلیغ — قصهٔ گل یا صنوبر مهر انور ساخته
۱۳۲۴

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	مصرع اول خاتم مصرع ثانی خاتم	خاتم خاتم	۳۲	۱۸	اسرار	اسرار
۴	۱۶	امید	امید	۴۲	۱۸	صلا	صلہ
۵	۷	قمر	قمر	۴۳	۱۲	لیلا	لیلے
۵	۱۶	گیسو ؍؍ تیون	گیسوے ؍؍ تیون	۴۴	۱۵	تیوڑی	تیوری
۶	۱۹	گدر	گدر	۴۷	۱۷	سایا مصرعہ اول	سایہ مصرعہ اول
۹	۱۳	شہ	شاہ	۵۳	۱۵	درو	درد
؍؍	؍؍	اولوالامر	امے الامر	۵۴	۶	چہار	بہار
۱۶	۱۱	بیخود	بیخود	؍؍	۱۵	کشمکس	کشمکش
۱۹	۵	شعلۂ	شعلہ	۵۹	۱	پیچان	پہچان
؍؍	۱۰	باغ سے	باغ اس سے	۶۲	۱۵	کیسے	کیئے
؍؍	۱۹	پیچان	پہچان	۶۳	۲	لے	لئے
۲۳	۷	زلر بہا	زلزلہ بپا	۶۹	۵	زینت	زینت
۲۵	۱۳	جلوزیر	جلوریز	۷۲	۸	دلبر	دلبر
۲۶	۴	دیا سنے لے ارادہ	دیا اس نے بے ارادہ	؍؍	؍؍	گیا	کیا